المملكة العربية السعودية
وزارة الشؤون الإسلامية والدعوة والإرشاد
وكالة المطبوعات والبحث العلمي

خلاصۂ ارکانِ اسلام

تالیف

ڈاکٹر عبداللہ بن محمد الطیار

اُردو

خلاصۂ ارکانِ اسلام

تالیف

ڈاکٹر عبداللہ بن محمد الطیار

خلاصۂ ارکانِ اسلام

تالیف

ڈاکٹر عبداللہ بن محمد الطیار

ترجمہ ومراجعہ

اسد اللہ عثمان مدنی

جاوید احمد سنابلی

شعبۂ مطبوعات

وزارت اسلامی امور، دعوت وارشاد

مملکت سعودی عرب

۱۴۳۸ھ

مقدمہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَهْدِيْهْ وَ نَسْتَغْفِرُهُ وَ نَتُوْبُ إِلَيْهْ وَنَعُوْذُ بِالله ِمِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّآتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهُ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ .

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنْ﴾[آل عمران-١٠٢]

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُو ارَبَّكُمْ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِن نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْراً وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهِ وَالاَرْحَام اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبً﴾[النساء:١]

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا تَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْداً يُصْلِحْ

لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَن يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيْمًا﴾[الأحزاب-۷۰-۷۱].

ترجمہ :اے ایمان والو ! اللہ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہئے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا .

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کرکے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بچو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے .

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی [سچی] باتیں کیا کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے، اور تمہارے گناہ معاف فرما دے، اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی مراد پالی.

حمد وصلاۃ کے بعد!

اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کو مشروع قرار دیا ہے، اور اسے مخلوق کی تخلیق کا بنیادی مقصد قرار دیا ہے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾

[الذاریات:٥٦]

ترجمہ: میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں.

اور ہر نبی نے اپنی قوم کو یہی ندا[دعوت]دی:

﴿أَنِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوْا الطَّاغُوْتَ﴾[النحل:٣٦]

ترجمہ: کہ[لوگو!]صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تم معبودوں سے بچو.

﴿أُعْبُدُوْا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ﴾[ہود:٥٠]

ترجمہ: اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں.

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اس مفہوم کے متعلق کہتے ہیں کہ سچا دین اللہ تعالیٰ کی عبودیت کو کامل طور پر[ہر اعتبار سے]ماننا ہے، جو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے

انتہائی درجہ کی محبت کی جائے، اور بندہ کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کی تکمیل عبودیت کے اعتبار سے مکمل قرار پاتی ہے، جو محبت اللہ تعالیٰ کی خاطر نہ کی جائے، وہ باطل ہے، اور جو عمل اللہ کی خاطر نہ کیا جائے، یعنی اس کا مقصد رضائے الٰہی نہ ہو، وہ عمل باطل ہے[العبودیۃ ص ۴۱]

کتنے ہی ایسے افراد ہیں جو ارکان اسلام کو سمجھنے میں کمی برتتے ہیں اور اس میں کوتاہی سے کام لیتے ہیں، ہم اسی بنیاد پر اکثر و بیشتر غلطیاں اہم عبادات نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج میں دیکھتے ہیں، جب کہ امت سے اس بات کا مطالبہ ہے کہ وہ سرچشمہ صافی کی طرف رجوع کرے، اور سلف صالحین کی سیرت سے آگاہی حاصل کرے، تاکہ امت میں بہترین نمونہ اجاگر ہو سکے، واضح رہے کہ سرخروئی، سربلندی اور کامیابی تو اسی سچی عبادت میں ہے جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مشروع کیا ہے، اور ہر وہ عبادت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعین کردہ منہج سے ہٹ کر ہو، وہ باطل ومردود ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی ندا ہمارے کانوں سے ٹکرا رہی ہے: جس نے کوئی

ایسا عمل کیا جو ہمارے طریقہ پر نہیں ہے، وہ مردود ہے. [مسلم حدیث نمبر:۴۴۹۳]

مگر بہت سے لوگوں نے اس آواز کے اوپر لبیک نہ کہا اور انہوں نے عبادت کے مفہوم میں تحریف سے کام لیا، انہیں مقاصد کی بنیاد پر ارکان اسلام کے مفہوم کی تصحیح اور قدرے وضاحت ضروری قرار پائی، خاص طور پر عام لوگوں اور کم پڑھے لکھے افراد کی خاطر واضح اور آسان اسلوب میں کچھ ایسی معلومات تیار کی جائیں جو دلائل پر مبنی ہوں، واضح رہے کہ امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی کی اس بارے میں اچھی پیش قدمی رہی.

اور امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی کی علمی کمیٹی برائے تحقیقات نے مجھے پابند کیا کہ میں کوئی ایسی کتاب تیار کروں، جس میں ارکان اسلام کو واضح اور آسان انداز میں جمع کیا گیا ہو، اور جو کتاب ان کے لئے معاون ثابت ہو سکے جو لوگ ارکانِ اسلام کے بعض احکام سے نا آشنا ہیں، لہٰذا یہ کتاب میں کمیٹی کے مطالبہ پر پیش کر رہا ہوں، مگر مجھے یہ امید ہے کہ بہت سارے

حضرات اس سے فائدہ اٹھائیں گے، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے ان چیزوں سے نفع پہونچائے جو اس نے مجھے سکھایا ہے، اور مجھے وہ باتیں سکھائے جو میں نہیں جانتا ہوں، اور ہر اس شخص کو اجر وثواب سے نوازے، جس نے اس کتاب کے متعلق کوئی مشورہ دیا، یا کسی طرح کی مدد کی یا ہمت افزائی کی، بے شک وہ کارساز اور اس کے اوپر قادر ہے.

اور ہمارے نبی محمد کے اوپر درود وسلام نازل ہوں.

مؤلف کتاب

ایمان

ایمان کا لغوی معنیٰ تصدیق واقرار ہے.
ایمان کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ دل سے اس کا عقیدہ رکھا جائے ،زبان سے اعتراف کیا جائے ،اوراعضاء وجوارح سے اس پرعمل کیا جائے.
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْا أَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ فِي قُلُوْبِكُمْ﴾[الحجرات :١٤]
ترجمہ : دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے آپ کہہ دیجئے کہ تم درحقیقت ایمان نہیں لائے ،لیکن تم یوں کہو کہ ہم اسلام لائے [مخالفت چھوڑ کر مطیع ہوگئے] حالانکہ ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل ہی نہیں ہوا .
اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر،اوراس کے فرشتوں پر،اوراس کی کتابوں پر،اوراس

کے رسولوں پر، اور آخرت کے دن پر، اور تقدیر کی اچھائی و برائی پر ایمان لاؤ (بخاری ١/ ٢٠ مسلم ١/ ٣٠)

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں : ایمان تمنا و آرزو کا نام نہیں ہے، اور نہ ہی ایمان زیب وزینت کا نام ہے، مگر ایمان وہ ہے جو دل میں راسخ ہو جائے، اور عمل سے اس کی تصدیق ہو.

جب اسلام اور ایمان ایک ساتھ بولے جائیں تو اسلام سے ظاہری اعمال اور ایمان سے باطنی [قلبی] اعمال مراد لئے جاتے ہیں.

اور جب ایمان اور اسلام کا تذکرہ علیحدہ طور پر کیا جائے وہ اس طرح کہ صرف اسلام کا ذکر کیا جائے تو اس سے مراد پورا دین ہوا کرتا ہے.

اسی طرح جب صرف ایمان کا تذکرہ کیا جائے تو اس سے مراد پورا دین ہوا کرتا ہے، خلاصہ یہ کہ جب دونوں ایک ساتھ ذکر کئے جائیں تو ان کا مفہوم الگ الگ ہوتا ہے، اور جب یہ علیحدہ طور پر ذکر کئے جائیں تو دونوں کا مفہوم ایک ہوا کرتا ہے، والله أعلم۔

ایمان کے اصول

ایمان کے جن اصولوں پر ایمان لانا واجب ہے، وہ چھ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے، اسی طرح حدیث کے نصوص میں ان کا ذکر آیا ہوا ہے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّيْنَ ﴾

ترجمہ: ساری اچھائی مغرب ومشرق کی طرف منہ کرنے ہی میں نہیں، بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالی پر قیامت کے دن پر فرشتوں پر کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو. [البقرة: ١٧٧]

اس آیت میں ایمان کے پانچ اصول یکجا ہیں جو یہ ہیں:

١) اللہ پر ایمان

٢) آخرت کے دن پر ایمان

٣) فرشتوں پر ایمان

٤) کتابوں پر ایمان

٥) رسولوں پر ایمان

٦) تقدیر پر ایمان والی بات باقی رہ گئی تو اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں ذکر کیا؛

﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ [القمر:٤٩]

ترجمہ: بیشک ہم نے ہر چیز کو ایک [مقررہ] اندازے پر پیدا کیا ہے.

جہاں تک احادیث کی بات ہے، تو وہ بہت ہیں، ہم ان میں سے صرف ایک حدیث کے ذکر پر اکتفا کریں گے، جو ایمان و اسلام اور احسان کے بارے میں انتہائی عمدہ ہے، وہ حدیث جبریل ہے جس میں جبریل نے پوچھا کہ مجھے ایمان کے بارے میں بتلاؤ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ کہ تم اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس

کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور تقدیر کی اچھائی و برائی کے اوپر ایمان لاؤ. [البخاری ۱/ ۱۵]

ایمان کے یہی چھ ارکان ہیں جسے ہم تھوڑی سی تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے.

۱] اللہ پر ایمان

اللہ پر ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے وجود کا اقرار واعتراف کیا جائے، اور اس تعلق سے وارد شدہ خبروں کی تصدیق کی جائے، ان پر عمل کیا جائے، اس بات کا اعتراف کیا جائے کہ اس کائنات کا خالق وہی ہے، وہ موجود ہے، وہی رب ہے، اور وہ اپنی ربوبیت والوہیت اور اسماء وصفات میں منفرد ہے.

مذکورہ مفہوم سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ پر ایمان لانا مندرجہ ذیل امور پر مشتمل ہے.

پہلی بات: اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایمان لانا

اور اللہ تعالیٰ کے وجود کی دلالت مندرجہ ذیل چار امور سے ہوتی ہے:

۱]عقل ۲]احساس وشعور ۳]فطرت ۴]شریعت

اللہ تعالیٰ کے وجود کی عقلی دلیل:

اس کائنات میں کچھ کائناتی علامات اور نشانیاں ہیں، جو خود اللہ تعالیٰ کے وجود کی عقلی دلیل ہیں، کیونکہ اس عالم بالا اور عالم سفلی کا کوئی موجد ضرور ہے جس نے ان کو بنایا ہے اور وہی ان میں تصرف کرتا ہے اور ان کو چلاتا ہے، یہ ناممکن ہے کہ یہ سب بغیر کسی موجد کے خود ہی ایجاد میں آگئے ہوں، یا ان کا کوئی موجد ہی نہ ہو.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ أَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ أَمْ خَلَقُوْا السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ بَلْ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴾[الطور :۳۵، ۳۶]

ترجمہ: کیا یہ بغیر کسی [پیدا کرنے والے] کے خود بخود پیدا ہوگئے ہیں؟ یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں، کیا انہوں نے ہی آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا

ہے؟ بلکہ یہ یقین نہ کرنے والے لوگ ہیں.

اسی لئے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیتیں سنیں اور ابھی آپ مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے تو بول اٹھے کہ قریب تھا کہ میرا دل ہی اڑنے لگ جائے [رواہ مسلم فی الصلاۃ ٤٦٣ والبخاری فی صفۃ الصلاۃ ٢/٢٠٦]

اور ایمان جب دل میں جا گزیں ہو جائے تو ایسا ہی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ عام طور پر اپنے بندوں کو اس کی معرفت کے لئے عالم بالا اور عالم سفلی میں موجود مخلوقات سے اپنی ظاہری نشانیوں سے استدلال کرنے کو کہتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَفِيْ الْأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُوْقِنِيْنْ﴾ الذاريات: ٢٠]

ترجمہ: اور یقین کرنے والوں کے لئے تو زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اس زمین کی جانب اور اس میں موجود ان نشانیوں کو دیکھو جو اس کے خالق کی عظمت اور اس کی انوکھی قدرت پر دلالت کناں ہیں، مثلا اس کے مختلف قسم کے پودے وغیرہ.

۲] احساس وشعور سے اللہ تعالیٰ کے وجود کی دلیل:

انسان جب دنیاوی امور میں سے کسی چیز کا طالب ہوتا ہے تو دعا کرتے ہوئے اے رب! کہتا ہے، اور جو چیز وہ چاہتا ہے اس کے حصول کے لئے دعا کرتا ہے پھر چند لمحات ہی میں اس کی دعا قبول کرلی جاتی ہے اور وہ شخص اس کا عینی مشاہدہ کر رہا ہوتا ہے، کیا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے وجود کے دلائل میں سے نہیں ہیں؟ اس چیز کا مشاہدہ کیا جاتا ہے، کافر اور ملحد تک اس کا اعتراف کرتے ہیں، اور یہ قصہ کیا ہی خوب ہے جس کا تذکرہ مجھ سے ایک داعی نے کیا کہ ہم کسی ملک کے سفر پر تھے، جب ہم سفر کی نیت سے ہوائی جہاز پر سوار ہوئے کہ یکا یک ہوائی جہاز میں کچھ خلل واقع ہوگیا اور مسافروں کو بالکل یقین ہونے لگ گیا کہ وہ ہلاک ہوجائیں گے، تو میں نے اپنا مصحف [قرآن] اٹھایا اور اس کی تلاوت کرنے لگا، ایک ملحد میرے پاس آیا اور اونچی آواز میں اس نے کہا کہ اور پڑھو، وہ میرے پہلو میں بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اور پڑھو، بلند آواز سے پڑھو شاید اللہ تعالیٰ ہمیں بچالے، اور الحمد

للہ ہم اس خطرناک مصیبت سے نجات پا گئے، اور اس نے جو کیا اس پر کوئی تعجب نہیں، کیونکہ اس سے قبل ایسا وہ مشرکین کر چکے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ فَإِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴾[العنكبوت :٦٥]

ترجمہ: پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لئے عبادت کو خالص کر کے پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں.

اس میں احساس وشعور سے اللہ تعالیٰ کے وجود کی دلیل پائی جارہی ہے.

٣]فطرت سے اللہ تعالیٰ کے وجود کی دلیل:

بہت سارے لوگ جو منحرف طبیعت کے نہیں، وہ اللہ کے وجود پر ایمان رکھتے ہیں، یہاں تک کہ گونگے چوپایے بھی اللہ کے وجود پر ایمان رکھتے ہیں، دراصل فطرت کا جھکاؤ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی توحید کی معرفت کی

طرف ہے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا أَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ أَوْ تَقُوْلُوْا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَ فَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾[الاعراف:۱۷۲،۱۷۳]

ترجمہ:اور جب آپ کے رب نے اولا دآدم کی پشت سے ان کی اولا دکو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار کرلیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ بنتے ہیں تا کہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو محض اس سے بے خبر تھے یا یوں کہو کہ پہلے پہلے شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا ان کے بعد ہم ان کی نسل میں ہوئے،سو کیا ان غلط راہ والوں کے فعل پر تو ہم کو ہلاکت میں ڈال دے گا؟

یہ آیتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ انسانی طبیعت فطری طور پر اللہ تعالیٰ کے وجود کی گواہی دیتی ہے.

۴]شریعت سے اللہ تعالیٰ کے وجود کی دلیل:

اللہ کے انبیاء ورسل وہ شریعتیں لے کر آئے جو شریعتیں مخلوق کی ہر قسم کی مصلحت پر مشتمل ہیں، دلیل یہاں یہ ہے کہ ان کو بھیجنے والا اللہ رب العالمین ہے، خاص طور پر اس قرآن مجید کو بھیجنے والا اللہ ہے جس کی مثال انسان پیش کرنے سے عاجز وقاصر رہ گیا.

اور اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلالت کرنے والی چیزوں میں سے یہ حیوانات، زمین، پہاڑ، نہریں، سمندر، مختلف زبانیں، مختلف رنگ وروپ، عقل وفہم اور حرکتوں میں اختلاف، اسی طرح شقاوت وسعادت میں اور ان کے جسمانی اعضاء کو مناسب طور پر ان کی ضرورت کی جگہ پرفٹ کردینے میں اللہ تعالیٰ کے وجود کی نشانیاں ہیں.

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَفِيْ أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُوْنْ﴾[الذاریات:۲۱]
اور خود تمہاری ذات میں بھی، تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟

اور اعرابی کا یہ جواب کتنا بہترین ہے، جب اس سے اللہ تعالیٰ کے وجود کے متعلق سوال کیا گیا تو کہا کہ سبحان اللہ! مینگنی کی دلالت اونٹنی پر ہے، اور قدموں کے نشانات کی دلالت راستہ پر ہے، تو پھر کیا ستاروں والے آسمان، مختلف شگوفوں والی زمین، اور موجوں والے سمندروں کی دلالت باخبر اور باریک بین اللہ کے وجود پر نہیں ہو سکتی ہے؟

دوسری بات: اللہ پر ایمان لانے میں اس کی الوہیت پر ایمان لانا شامل ہے.
جس کا مفہوم یہ ہے کہ زبان سے اقرار و اعتراف کرنے کے ساتھ دل سے اعتقاد رکھا جائے کہ تنہا وہی سچا معبود ہے جس کی الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں، اور اسے چھوڑ کر جن معبودوں کی عبادت کی جاتی ہے ان کی الوہیت باطل ہے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ ذَالِكَ بِـأَنَّ الـلّـهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَ أَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾[الحج:٦٢]

ترجمہ: یہ سب اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اوراس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور بے شک اللہ ہی بلندی والا کبریائی والا ہے.

اور اللہ کی الوہیت پر ایمان لانے کا تقاضہ یہ ہے کہ بندہ کسی بھی طرح کی عبادت غیر اللہ کے لئے نہ کرے، وہی معبود برحق تنہا عبادت کا مستحق ہے، ہر قسم کی عبادت بندہ اللہ سبحانہ وتعالی کے لئے ہی کرے، خواہ قلبی عبادت ہو، یا قولی عبادت ہو، یا عملی عبادت ہو.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ؛

﴿يَـا أَيُّهَـا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنْ﴾ [البقرة:٢١]

ترجمہ: اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا، یہی تمہارا بچاؤ ہے.

اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَاعْبُدُوْا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا﴾ [النساء:٣٦]

ترجمہ: اوراللہ تعالیٰ کی عبادت کرواوراس کے ساتھ کسی کوشریک نہ کرو.

اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَنْ لَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيَّاهُ﴾[الاسراء:٢٣]

ترجمہ: اور تیراپروردگارصاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا.

اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تمام شرکاء کے شرک سے بے نیاز ہوں، جس نے میرے ساتھ کسی اورکوشریک کیا تو میں نے اسےاوراس کے شرک کو ترک کردیا. [مسلم ۲۲۹۸]

لہٰذا بندہ کے اوپر واجب ہے کہ کسی بھی طرح کی عبادت غیر اللہ کے لئے انجام نہ دے، اس کا غیر اللہ کے لئے کرنا شرک ہے، مثلاً: نذر، دعا، ذبح، استغاثت، استعانت، جھکنا، خشیت، انابت، نماز، حج، زکوٰۃ اور دیگر

عبادتیں.

تیسری بات: اللہ پر ایمان لانے میں اس کے اسماء وصفات پر ایمان لانا داخل ہے.

اللہ کے اسماء وصفات پر ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن اسماء وصفات کو اپنی کتاب میں، یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جن اسماء و صفات کو ثابت کیا ہے، انہیں اسی طرح بغیر کسی تحریف وتعطیل اور بغیر کیفیت ومثال کے ثابت مانا جائے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنىٰ فَادْعُوْهُ بِهَا ﴾[الاعراف :۱۸]

ترجمہ: اور اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں سو تم اس کو انہی ناموں سے پکارو.

اور بندہ کے اوپر واجب ہے کہ وہ ان اسماء وصفات کی عظمت کا احساس کرے، ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عبادت انجام دے، ان اسماء وصفات پر ایمان لانے سے بندہ کے اندر اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت وخوف اور امید میں

اضافہ ہوتا ہے.

اللہ پر ایمان لانے کے فوائد:

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے فوائد بہت ہیں، چند کا ذکر ہم یہاں کررہے ہیں:

۱]مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی توحید کو اپنانا کہ کسی اور کے ساتھ وہ تعلق نہ رہے۔

۲]اس کے اسمائے حسنیٰ اور اس کی بلند صفات کے مطابق اللہ تعالیٰ کی کما حقہ تعظیم کرنا، اور اس سے محبت کرنا

۳]اس کے ماموارت کو انجام دے کر اور اس کی منہیات سے اجتناب کر کے مکمل طور پر اس کی عبادت کرنا

۴]مخلوقات کی غلامی سے ان سے لگاؤ رکھنے سے، ان سے ڈرنے، اور ان سے امید لگانے سے، اور ان کی خاطر عمل کرنے سے بندہ کا آزاد ہونا، اور یہی درحقیقت عزت وسربلندی ہے.

فرشتوں پر ایمان لانا

فرشتے کون ہیں؟ یہ غیبی مخلوق ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو نور سے پیدا کیا ہے، اور انہیں اپنا پیروکار بنایا ہے، وہ اس کی عبادت میں لگے رہتے ہیں، اور ان میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی ذمہ داریاں دی ہیں.

جبریل کی ذمہ داری وحی کی ہے، اسرافیل صور پھونکنے پر مامور ہیں، اور یہ عرش اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک ہیں، میکائیل قطرے اور پودے اگانے کے کام پر مامور ہیں، اور ان میں سے کچھ فرشتے اولاد آدم کی اور ہر جاندار کی روح قبض کرنے پر مامور ہیں، یہ ملک الموت اور ان کے معاونین ہیں، ان کے علاوہ بھی کچھ دیگر فرشتے ہیں جن کے اعمال اور ذمہ داریوں کو ہم جانتے ہیں.

ہم فرشتوں پر ایمان کیسے لائیں؟

١] ایمان رکھا جائے کہ فرشتے غیبی مخلوق ہیں جو نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں۔

اور یہ نور سے پیدا کئے گئے ہیں، اور مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں. اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾

[التحريم :٦]

ترجمہ: جنہیں جو حکم اللہ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے، بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں.

۲] ہم ان میں سے جن کے ناموں کو جانتے ہیں ان کے ناموں کے ساتھ ان پر ایمان رکھتے ہیں، اور ان میں سے جن کی ذمہ داریوں کو ہم جانتے ہیں، ہم ان کی ذمہ داریوں کے ساتھ ان پر ایمان رکھتے ہیں.

فرشتوں پر ایمان لانے کے فوائد

۱] اللہ تعالیٰ کی عظمت وقدرت اور اس کی شان وشوکت کی معرفت

۲] بنو آدم پر اللہ تعالیٰ کی عنایت پر اس کا شکر ادا کرنا، وہ اس طرح کہ ان فرشتوں میں سے کچھ فرشتے انسانوں کی حفاظت پر مامور ہیں.

۳]فرشتے اللہ تعالیٰ کی ان عبادتوں کو پسند کرتے ہیں جسے وہ انجام دیتے ہیں.

کتابوں پرایمان

کتابوں پرایمان کا معنیٰ یہ ہے کہ پختہ اعتقاد رکھا جائے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کی جانب واضح حق اور روشن ہدایت کے ساتھ نازل کردہ ہیں،اور یہ سب کتابیں اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں،کسی اور کا کلام نہیں ہیں.

کتابوں پرایمان لانے میں چند باتیں داخل ہیں:

ا]اس بات پر ایمان لانا کہ یہ سب حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں

۲]ان میں سے جن کا نام ہم جانتے ہیں جیسے قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، تورات موسیٰ پر،انجیل عیسیٰ پر،اورزبورداؤد پر نازل ہوئی،اور جن کا نام ہم نہیں جانتے ہیں ہم ان پر اجمالی طور پر ایمان رکھتے ہیں.

٣]ان میں جو خبریں صحیح ہیں ہم ان کی تصدیق کرتے ہیں جیسے قرآن کی خبریں اور گزشتہ کتابوں کی وہ خبریں جن میں تحریف وتبدیلی نہیں ہوئی ہے.

۴]ان میں سے جو احکام منسوخ نہ ہوئے ان پر عمل کرنا، اور ان کو بخوشی و رضا تسلیم کر لینا، گزشتہ سبھی آسمانی کتابیں قرآن عظیم کے نزول سے منسوخ ہو چکی ہیں. اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ وَأَنْـزَلْـنَا إِلَيْكَ الكتاب بِالْحَقِّ مُصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَ مُهَيْمِناً عَلَيْهِ ﴾[المائدۃ:۴۸]

ترجمہ: اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے.

یعنی گزشتہ آسمانی کتابوں کے کسی فیصلہ پر عمل کرنا جائز نہیں ہے، الا یہ کہ جو فیصلے صحیح ہوں اور قرآن نے اس کو برقرار رکھا ہو.

کتابوں پر ایمان لانے کے فوائد:

۱] یہ جانکاری کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی نگہ داشت کرتا ہے کہ اس نے ہر قوم

کے لئے ایک کتاب نازل فرمائی جس سے ان کو ہدایت ملے

٢] اللہ تعالیٰ کی حکمت کی جانکاری کہ اس نے ہر قوم کے لئے ایسی چیزیں مشروع کیں جو ان کے حالات کے مناسب ہوں. اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَ مِنْهَاجاً﴾ المائدة : ٤٨

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے ایک دستور اور راہ مقرر کر دی ہے

٤] ان تمام میں اللہ کے نعمت کا شکریہ.

[شرح اصول الایمان للشیخ محمد بن صالح العثیمین]

رسولوں پر ایمان

رسول کون ہیں؟ رسولوں کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے فرمایا تا کہ یہ اس کے اور اس کی مخلوق کے بیچ واسطہ بن سکیں، اور یہ واسطہ اس کی شریعت اور ان کے اوپر واجب شدہ امور کو اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی جانب وحی کردہ امور کو پہونچا سکیں، سب سے پہلے رسول نوح ہیں اور ان میں سب سے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ مَـا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيينْ ﴾[الاحزاب:۴۰]

ترجمہ:[لوگو!] تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد نہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں.

اور رسول انسان ہیں مخلوق ہیں، ان کو ربوبیت اور الوہیت کے خصائص حاصل نہیں ہیں، ان سے مدد چاہنا، ان سے دعا کرنا، اور ان کی نذر و نیاز ماننا، اور ان کے لئے ذبیحہ کرنا اور اس کے علاوہ دیگر عبادتیں جائز نہیں ہیں، ان میں سے کوئی بھی، عبادت کسی بھی رسول کے لئے کرنا جائز نہیں ہے. اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا؛

﴿قُـلْ لَّا أَمْـلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعَاً وَلَا ضَرَّاً إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَ لَوْ كُـنْـتُ أَعْـلَـمُ الْـغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيرِ وَ مَا مَسَّنِىَ السُّوْءَ إِنْ أَنَا إِلَّانَذِيرٌ وَ بَشِيْرٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنْ﴾

[الاعراف :١٨٨]

ترجمہ: آپ فرمادیجئے کہ میں اپنی ذات خاص کے لئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا،مگر اتنا ہی جتنا اللہ نے چاہا ہو،اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہونچتا، میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں.

رسولوں پر ایمان لانے میں چار باتیں داخل ہیں:

١] ان کی رسالت اللہ تعالیٰ کی طرف سے برحق ہے،جس نے ان میں سے کسی ایک کی رسالت کا انکار کیا،اس نے سبھی کا انکار کیا،نصاریٰ جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی اور ان کی اتباع نہیں کی یہ مسیح بن مریم کو جھٹلانے والے ہیں اور ان کی اتباع کرنے والے نہیں ہیں، کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی بشارت دی تھی.

٢] ان میں سے جن کا نام ہم جانتے ہیں مثلاً محمد، ابراہیم،عیسیٰ، موسیٰ،نوح

علیہم السلام وغیرہ جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے، ان پر ان کے ناموں کے ساتھ ایمان لانا، اور جن کا نام ہم نہیں جانتے ان پر اجمالی طور پر ایمان رکھنا.

۳] ان کی جانب سے جو خبریں صحیح ہیں ان کی تصدیق کرنا

۴] ان میں سے جو ہماری طرف سے بھیجے گئے ان کی شریعت پر عمل کرنا، اور وہ محمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو خاتم الانبیاء ہیں.

رسولوں پر ایمان لانے کے فوائد:

۱] اس بات کی معرفت کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت اور اس کی ان پر نگہبانی ہے، اس طرح کہ اس نے ان کے لئے رسول بھیجے تا کہ یہ ان کو اللہ کے راستہ کی طرف لے جائیں، اور ان کے سامنے یہ وضاحت کریں کہ اللہ کی عبادت کس طرح کریں.

۲] اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنا

۳] رسولوں سے محبت کرنا، اور ان کی تعظیم کرنا اور ان کی مدح سرائی کرنا.

آخرت کے دن پر ایمان

آخرت کے دن سے مراد قیامت کا وہ دن ہے جس دن کہ اللہ تعالیٰ حساب و کتاب اور جزا کے لئے اٹھائے گا، اور اسے آخرت اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے بعد کوئی اور نیا دن نہ ہوگا، جنتی اپنے ٹھکانوں میں اور جہنمی اپنے ٹھکانوں میں چلے جائیں گے. اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرْ ﴾[البقرة:۱۷۷]

ترجمہ: بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والا ہو.

اور فرمایا؛

﴿وَالَّـذِيْـنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَ مَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالآخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنْ ﴾[البقرة: ٤]

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا، اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں.

یہ ارکان اسلام کا پانچواں رکن ہے جس نے اس کی تکذیب کی اس نے کفر کیا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾[التغابن :٧]

ترجمہ: ان کافروں نے خیال کیا ہے کہ دروبارہ زندہ نہ کئے جائیں گے، آپ کہہ دیجئے کہ کیوں نہیں؟ اللہ کی قسم! تم ضرور دوبارہ اٹھائے جاؤ گے پھر جوتم نے کیا ہے اس کی خبر دیئے جاؤ گے اور اللہ پر یہ بالکل ہی آسان ہے.

آخرت کے روز پر ایمان لانے میں مندرجہ ذیل امور شامل ہیں:

ا] حساب اور کتاب اور جزا پر ایمان کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے ان کے اعمال کا محاسبہ کرے گا، ہر ایک کو اس کے عمل کے اعتبار سے بدلہ عنایت فرمائیگا.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابُهُمْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ﴾[الغاشية: ٢٥، ٢٦]

ترجمہ: بیشک ہماری طرف ان کا لوٹنا ہے پھر بیشک ہمارے ذمہ ہے ان سے

حساب لینا.

۲[جنت اور دوزخ کے اوپر ایمان اور یہ کہ ان میں مخلوق کی ہمیشگی کی زندگی ہے، اللہ تعالیٰ نے جنت اطاعت والے مخلص سچے مومنوں کے لئے تیار کر رکھی ہے، اور جہنم اس کی نافرمانی کرنے والے کافروں اور منافقین کے لئے تیار کر رکھی ہے.

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے ٹھکانہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ أُوْلَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا أَبَداً ﴾[البينة:٧، ٨]

ترجمہ: بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے یہ لوگ بہترین خلائق ہیں ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشگی والی جنتیں ہیں جنکے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے.

اور کافروں اور منافقوں کے ٹھکانوں کے متعلق فرمایا: ﴿ وَاتَّقُوْا النَّارَ

الَّتِيْ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنْ ﴾[آل عمران :١٣١]

ترجمہ:اوراس آگ سے ڈروجوکافروں کے لئے تیارکی گئی ہے.

مزیدفرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰـهَ لَعَنَ الْكَافِرِيْنَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا خَالِدِيْنَ فِيْهَا أَبَدًا لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيْرًا ﴾

[الاحزاب :٦٤، ٦٥]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کافروں پرلعنت کی ہے اوران کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیارکررکھی ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے،وہ کوئی حامی ومددگار نہ پائیں گے.

اورآخرت کےاوپرایمان لانے میں ہراس چیزپرایمان لانا داخل ہے جو موت کے بعدپیش آنے والی ہے،مثلاً:

۱]قبرکی آزمائش:اس سےہم میت کے دفنائے جانے کے بعداس کےسوال کومراد لیتے ہیں کہ اس سےاس کے رب،اس کے دین وراس کے رسول کے بارے میں پوچھا جائیگا،مومن کا جواب ہوگا میرارب اللہ ہے،میرادین

اسلام ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور کافر کا جواب ہوگا: ہائے افسوس! مجھے معلوم نہیں.

۲] قبر کا عذاب اور اس کی نعمتیں: ایمان والے اپنی قبروں میں عیش و آرام سے رہتے ہیں، تا حد نگاہ ان کی قبریں کشادہ کر دی جاتی ہیں، ان میں سے ہر ایک کو اس کے جنتی ٹھکانہ کا دیدار کرا دیا جاتا ہے، اور کافر ومنافقین اور ظالموں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے، ان کی قبروں کو تنگ کر دیا جاتا ہے، ان کو آگ سے بھر دیا جاتا ہے، ان میں سے ہر ایک کو اس کا ٹھکانہ دیکھا دیا جاتا ہے، ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں.

آخرت کے دن پر ایمان لانے کے فوائد:

۱] اطاعت کرنے میں خواہش پیدا کرنا اور اس کے فوت ہو جانے پر نادم ہونا

۲] نافرمانی کرنے سے گھبرانا اور اس سے ڈرنا

۳] مومن کو دنیا میں اسے جن چیزوں کی تمنا ہوتی تھی [اور وہ اسے حاصل نہ ہو سکیں، آخرت کی نعمتوں کی رغبت دلا کر اسے تسلی دلانا.

تقدیر کےاوپر ایمان لانا

یہ ایمان کا چھٹا رکن ہے اور اس کا معنیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شروع ہی میں کچھ چیزوں کی تخلیق فرمائی، اور اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا کہ متعینہ اوقات میں اور مخصوص مقامات میں ان کا وقوع ہو کر رہے گا، اور یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے اعتبار سے واقع ہوتی رہتی ہیں.

تقدیر کے اوپر ایمان لانے میں چند امور داخل ہیں [شرح اصول الایمان للشیخ محمد بن صالح العثیمین]

ا] یہ ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ مجمل اور تفصیلی طور پر ازل سے تا ابد ہر چیز کے بارے میں جاننے والا ہے، اسے جانکاری ہے ان چیزوں کی جو واقع ہوئیں، اور اسے علم ہے ان چیزوں کا جو ہونے والی ہی، اور وقوع پذیر نہ ہونے والی چیزوں کے بارے میں بھی علم ہے کہ اگر یہ واقع ہوتیں تو ان کا انجام کیا ہوتا.

۲] یہ ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں اسے لکھ رکھا ہے، اللہ تعالیٰ

نےفرمایا: ﴿أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَالِكَ فِيْ كِتَابٍ إِنَّ ذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾[الحج:٧٠]

ترجمہ: کیا آپ نے نہیں جانا کہ آسمان وزمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے یہ سب لکھی ہوئی کتاب میں محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ پرتو یہ امر بالکل آسان ہے.

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار برس پہلے ہی مخلوقات کی تقدیر کو لکھ دیا تھا

[مختصر صحیح مسلم للمنذری تحقیق الالبانی ص ۴۸٦ ح ۱۸۴۱]

۳]اس بات پر ایمان لانا کہ کائنات میں واقع ہونے والی ہر چیز اس کی مشیئت کے بغیر نہیں ہوتی، خواہ ان کا تعلق خود اللہ تعالیٰ کے فعل سے ہو، یا پھر ان کا تعلق بندوں کے فعل سے ہو. اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَ يَخْتَارُ﴾[القصص:٦٨]

ترجمہ: اور آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے.

اورفرمایا:﴿ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِيْ الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ﴾
[آل عمران:٦] ترجمہ: وہ ماں کے پیٹ میں تمہاری صورتیں جس طرح کی چاہتا ہے بناتا ہے.

٤] یہ ایمان لانا کہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے، کائنات میں ہر ایک ذرہ کا خالق اوراس کی حرکات وسکنات کا خالق وہی ہے، اس کے سوا کوئی رب اور خالق نہیں ہے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيءٍ وَ هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴾[الزمر:٦٢]

ترجمہ: اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے.

اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا:ن﴿ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنْ﴾
[الصافات:٩٦]

ترجمہ: حالانکہ تمہیں اور تمہاری بنائی ہوئی چیزوں کواللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔

تقدیر کے اوپر ایمان لانے کے فوائد:

ا] کسی سبب کے اختیار کرتے وقت اللہ ہی کے اوپر اعتماد کرنا اور سبب کے اوپر ایمان نہ رکھا جائے کیونکہ ہر ایک شئے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے نتیجہ میں رونما ہوتی ہے

۲] بندہ اپنی تمناؤں و آرزؤں کی تکمیل پر تعجب نہ کرے، کیونکہ ان کا حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کی اس کے بندوں کو ملنے والی نعمت کے تحت ہے جو اس نے بھلائی اور کامیابی کے اسباب مقدر کر رکھے ہیں

۳] اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے نتیجہ میں ہونے والے امور پر نفسانی اطمینان و سکون حاصل ہو، کسی پسندیدہ چیز کے حاصل نہ ہونے پر، یا کسی ناپسندیدہ چیز کے حصول پر پریشان نہ ہو، کیونکہ ہر ایک چیز اللہ کی تقدیر کے نتیجہ میں ہوتی ہے.

عقیدہ کی اہمیت

عقیدہ کا اہتمام

گزشتہ بیان کی روشنی میں واضح ہوا کہ اسلام کا دارومدار جس بنیادی رکن پر ہے، وہ عقیدہ ہے، کیونکہ اس کے نہ پائے جانے پر لوگ شرک کی تاریکیوں اورخواہشات کی دنیامیں بھٹکتے پھرتے ہیں،لہذاانسان کی زندگی کے لئے یہ بنیادی سبب ہے، کیونکہ اس کے بغیر لوگ چوپایے کے مانند ہیں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے متعلق فرمایا جواس نعمت سے محروم ہے.

﴿ أَمْ تَـحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ أَوْ يَعْقِلُوْنَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيْلًا﴾ [الفرقان:٤٤]

ترجمہ: کیا آپ اسی خیال میں ہیں کہ ان میں سے اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں وہ تو نرے چوپایوں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے .

اور جب کھانے پینے کی ضرورت سے کہیں زیادہ ضرورت انسانوں کو عقیدہ کی ہے تو ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسے اہمیت دیں.

اسلامی عقیدہ کے مقاصد

۱] اخلاص نیت سے محض اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرنا، کیونکہ وہی خالق ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، لہٰذا واجب ہے کہ صرف اسی کا رخ کیا جائے اور اسی کی عبادت کی جائے.

۲] صحیح عقیدہ سے دل کے خالی ہونے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے انتشار اور پراگندگی سے عقل وفکر کا آزاد ہونا، کیونکہ جس کے اندر عقیدہ توحید نہ ہو اس کے اندر یا تو کسی قسم کا عقیدہ نہیں، یا پھر وہ محض مادہ پرست ہے، یا پھر بد عقیدگی وخرافات کی گمراہیوں میں بھٹکتا پھر رہا ہے.

۳] قلبی و ذہنی اطمینان وسکون: دل میں کوئی بے چینی اور ذہن میں کوئی اضطراب نہ ہیں رہتا، کیونکہ یہ عقیدہ مومن کو اس کے خالق سے جوڑتا ہے.

۴] اللہ تعالیٰ کی عبادت میں نیت وعمل کا انحراف سے محفوظ ہونا، کیونکہ رسولوں نے اس عقیدہ کی وضاحت کر دی، اور رسولوں کی اتباع دین کا ایک رکن ہے لہٰذا جو رسولوں کی اتباع کرنے میں بھٹک گیا وہ اس عقیدہ سے

منحرف ہوگیا.

۵]معاملات میں پختگی کا ہونا کہ بندہ کوکسی بھی نیک عمل کا جب بھی کوئی موقع ہاتھ آتا ہے وہ اس کی جانب سبقت کرتا ہے اور ہر قسم کی برائی کے مواقع سے دور رہتا ہے.

٦]مضبوط امت کو وجود میں لانا جو اپنے دین کی ثبات قدمی میں ہر قسم کی قربانی پیش کرے اور اللہ کے راستہ میں حاصل ہونے والی تکلیفوں کی پرواہ نہ کرے.

۷]افراد و جماعتوں کی اصلاح کر کے اجر و ثواب حاصل کر کے دنیا و آخرت کی سعادت سے بہرہ مند ہونا.

ولاء اور براء

مسلمان کے عقیدہ میں ولاء اور براء کی اہمیت

یہ اسلامی عقیدہ کا ایک اصول ہے جس کا اپنانا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس عقیدہ کے حاملین سے دوستی رکھے، اس کے مخالفین سے عدوات

رکھے،موحدین اور مخلصین سے محبت کرے، اور ان سے دوستی رکھے،مشرکین سے بغض رکھے، اور ان سے عدوات کرے، یہی ملت ابراہیمی ہےاوران کا دین ہے جوآپ کے ساتھی ہیں اور جن کی اقتدا کا اللہ نےہمیں حکم دیا ہے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ إِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِّنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ﴾ [الممتحنة:٤]

ترجمہ: تمہارے لئے ابراہیم میں اوران کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب کہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں، ہم تمہارے [عقائد کے] منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ.

اور جو مومن رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر ایمان لائے ان کے بارے میں فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ﴾ [المائدة:٥١]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا.

ولاء اور براء دین کا ایک عظیم اصول ہے، اور انتہائی افسوس تو یہ ہے کہ بہت سارے لوگ اسے جانتے تک نہیں، اس دین کی جانب منسوب بہت سارے لوگ وحدت ادیان کی دعوت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نصاریٰ ہمارے بھائی ہیں، بلکہ ان کا خیال تو یہ ہے کہ یہود ہمارے بھائی ہیں، جب

کہ اس طرح کی ساری باتیں اسلام سے مرتد کر دینے کے لیے کافی ہیں.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامْ ﴾[آل عمران:۱۹]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے.

اللہ تعالیٰ نے مومن کے حق میں کافروں کی دوستی کو قطعی طور پر حرام قرار دیا ہے اگر چہ یہ کافران کے انتہائی قریبی ہی کیوں نہ ہوں.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا آبَاءَ كُمْ وَ إِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوْا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيْمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِّنْكُم فَأُوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنْ ﴾[التوبة:۲۳]

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھیں، تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا وہی ظالم ہے.

اسلامی عقیدہ سے عداوت رکھنے والے کافروں سے دوستی رکھنے کو حرام قرار دیا اور مومنوں کے ساتھ دوستی رکھنے کو واجب ٹھہرایا.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا يُقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ﴾ [المائدة:٥٥]

ترجمہ: تمہارا دوست خود اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور رکوع کرنے والے ہیں.

کافروں سے دوستی رکھنے کی چند شکلیں اور صورتیں:

۱] لباس اور بات چیت وغیرہ میں ان کی مشابہت اختیار کرنا، لہٰذا ان سبھی چیزوں میں ان کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے جن کا تعلق ان کی خصوصیات، ان کی عادتوں اور ان کی عبادتوں سے ہے مثلاً داڑھی منڈوانا، مونچھ دراز کرنا، پہننے اور کھانے پینے میں ان کے طور طریقے اپنانا اور بعض

نے بغیر کسی ضرورت کے ان کی زبان میں گفتگو کرنے کو بھی شامل کیا ہے.

۲]ان کے ملکوں میں رہائش پذیر ہونا اور دینی امور پر عمل نہ کرنے کی غرض سے غیر مسلم ممالک کی جانب منتقل ہونا.

۳] سیر وتفریح اور راحت نفس کی خاطر ان کے ملکوں کا سفر کرنا

۴]مسلمانوں کے خلاف ان کی نصرت واعانت کرنا.

۵]ان سے مدد چاہنا، ان پر اعتماد کرنا اور ان کو وہ عہدے سونپنا جن کا تعلق مسلمانوں کے راز سے ہے، اور ان کو اپنا مشیر اور رازدار بنانا.

۶]ان کی تاریخوں کو اپنانا خاص طور پر ان کی ان تاریخوں کو اختیار کرنا جن کا تعلق ان کی خوشی کے مواقع وران کے تہواروں سے ہے جیسے سن عیسوی کا اپنانا.

۷]ان کے تہواروں میں شریک ہونا، یا ان کے انعقاد میں ان کی مدد کرنا، یا اس مناسبت سے ان کو مبارکبادی پیش کرنا، یا بنفس نفیس ان میں حاضر ہونا.

۸]ان کے ناموں پر نام رکھنا اور مسلمانوں کے ناموں کو ترک کرنا.

۹]ان کے لئے دعائے مغفرت یاان پررحم کی دعا کرنا، کیونکہ اس سے ان کی محبت اوران کے عقائد کی درستگی لازم آتی ہے.

[محاضرات فی العقیدة للشیخ صالح الفوزان ۱/۲۳۱]

شرک اوراس کی قسمیں

شرک کہا جاتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو اس کا کوئی ساجھی دار ٹھہراو جب کہ اس نے تم کو پیدا کیا ہے.

شرک کی دوقسمیں ہیں شرک اکبراور شرک اصغر:

شرک اکبر: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت یا اس کی الوہیت یا اس کے اسماء وصفات میں اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے

[معارج القبول ٢/ ٤٨٣ اللجنة الدائمة ١/ ٥١٦]

شرک اکبر کی دوسری تعریف: یہ کی گئی ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک بنائے، اس کو ایسے ہی پکارے جس طرح وہ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے، یا اس سے خوف کھائے، یا اس سے امید لگائے، یا اس سے اللہ سے محبت کرنے کی

طرح محبت کرے، یا کسی بھی قسم کی عبادت اس کے لئے انجام دے.

[القول السدید فی شرح کتاب التوحید لابن سعدی ص ٢٤]

ہمارے قول [کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں اس کا کوئی شریک بنائے] سے مراد یہ ہے کہ اس شریک کے متعلق تخلیق ورزق، زندگی اور موت عطا کرنے اور ربوبیت کی صفات کا اعتقاد رکھا جائے، یا اس کی الوہیت میں اس کا ساجھی ٹھہرایا جائے، مثلاً اللہ کو چھوڑ کر اس کی عبادت کی جائے، غیر اللہ کے لئے رکوع وسجدے، ذبح ونذر اور دعا کی جائے، یا اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں شریک ٹھہرایا جائے مثلاً یہ کہ اللات الٰہ سے مشتق ہے، عزیٰ عزیز سے مشتق ہے، یہ بات اسماء سے متعلق ہے، اور جہاں تک صفات کی بات ہے تو یہ ہے کہ ان میں مخلوق کو خالق کے مشابہ ٹھہرایا جائے.

شرک اکبر کا انجام:

اللہ تعالیٰ بغیر توبہ کے شرک اکبر کو نہیں بخشے گا اور اگر شرک ہی کی حالت میں مشرک کی ملاقات اللہ تعالیٰ سے ہوئی تو وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم میں رہے گا.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَايَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذَالِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرَى إِثْماً عَظِيْماً﴾[النساء:۴۸]

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا.

اور لوگوں کے اس شرک میں مبتلا ہونے کی وجہ ان کا دین کی بنیادی تعلیمات سیکھنے سے اعراض کرنا، توحید کے بارے میں ان کا غفلت برتنا، اس کی حقیقت سے نا آشنا رہنا، اسلام کو باطل کرنے والے اور اسے بگاڑنے والے امور کی تعلیم حاصل نہ کرنا، کہ یہ امور جب کسی بندہ پر داخل ہوتے ہیں تو اسے بگاڑ دیتے ہیں اور اس کے عمل کو فاسد کر دیتے ہیں.

شرک اکبر کی قسمیں:

۱] **شرکِ عبادت:** کسی بھی طرح کی عبادت غیر اللہ کے لئے انجام دی جائے مثلاً دعا، نذر، ذبیحہ اور دیگر وہ عبادتیں جن کا تذکرہ ہم کر چکے ہیں.

۲] **شرکِ محبت:** اللہ تعالیٰ کے کچھ شریک بنائے اور ان سے اللہ جیسی ہی محبت کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَنْدَاداً يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ﴾ [البقرة:۱۶۵]

ترجمہ: بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہئے.

۳] **خواہشات کا شرک:** آدمی اللہ کی اطاعت پر اپنی خواہش کو ترجیح دے، اگر اس خواہش کا تعلق شرک و کفر سے ہے تو یہ شرک و کفر اس کو ملت اسلام سے خارج کر دینے والا شرک ہے، اور اگر اس خواہش کا تعلق نافرمانیوں سے ہے تو یہ ایک طرح کا شرک ہے، کیونکہ اس نے اپنی خواہش کو اللہ کے ساتھ ملایا، اس سے تو انسان ملت اسلام سے خارج نہیں ہوتا، اور درحقیقت

سبھی قسم کی نافرمانیاں خواہشات کے راستہ ہی سے آتی ہیں. اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوٰهُ أَفَأَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلاً ﴾[الفرقان:٤٣]

ترجمہ: کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جو اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہے کیا آپ اس کے ذمہ دار ہوسکتے ہیں؟

انسان خواہشات کی اتباع کرنے سے اللہ کی نافرمانی مثلاً بدعت وشرک میں مبتلا ہوجاتا ہے، خواہش پرست معروف ومنکر کچھ نہیں سمجھتا وہ تو محض خواہشات کا جام پیئے ہوتا ہے.

۴] **شرک اطاعت**: حلت وحرمت میں کسی انسان کو بااختیار سمجھنا کہ وہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کردے اوراس کے حلال کو حرام کردے.

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں اسے بھی شرک قرار دیا ہے؛

﴿ اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوْا لَهُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاذَنْ بِهِ اللّٰهُ﴾[الشوریٰ:٢١]

ترجمہ: کیا ان لوگوں نے ایسے [اللہ کے] شریک [مقرر کر رکھے] ہیں جنہوں نے ایسے احکام دین مقرر کر دیئے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں.

اورفرمایا: ﴿إِتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَاباً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوْا إِلٰهاً وَاحِداً لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ [التوبۃ:٣١]

ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو، حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کی سوا کوئی معبود نہیں، وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے.

اس آیت کی تفسیر کے متعلق یہ بات وارد ہے کہ عدی بن حاتم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم تو ان کی عبادت نہیں کرتے تھے تو اللہ کے رسول نے فرمایا: کیا وہ تمہارے لئے کچھ حرام چیزوں کو حلال

نہیں ٹھہراتے تھے جن کو تم حلال سمجھتے تھے، اور کچھ حلال چیزوں کو وہ تمہارے لئے حرام ٹھہرایا کرتے تھے اور تم انہیں حرام سمجھتے تھے، انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: یہی تو ان کی عبادت ہوئی

(الترمذی فی تفسیر القرآن ٨/ ٢٤٨ والبیهقی ١٠/ ١١٦ و حسنه شیخ الاسلام فی کتاب الایمان ص ٦٤)

شرک اصغر اور اس کی قسمیں:

شرک اصغر ان باتوں کو کہا جاتا ہے جن کو شرعی نصوص نے شرک اصغر کا نام دیا ہے اور وہ شرک اکبر کے درجہ کو نہ پہونچے ہوئے ہوں.

شرک اصغر کی قسمیں:

غیر اللہ کی قسم کھانا، معمولی ریاکاری، آدمی کا کہنا کہ جو اللہ اور آپ چاہیں، اگر اللہ اور آپ نہ ہوتے، صرف اللہ کے لئے علم دین حاصل نہ کرنا، سند کے حصول کے لئے یا شہرت وریاکاری کے لئے علم طلب کرنا اور اس قسم کی وہ چیزیں جو اخلاص کے منافی ہیں.

شرک اصغر کا انجام

شرک اصغر کا مرتکب جہنم میں ہمیشہ ہمیش کے لئے نہیں جائیگا مگر یہ وعید کا مستحق ہے اور اس کے مرتکب کا انجام خطرناک ہے ،لہٰذا اس تعلق سے غفلت نہ برتی جائے، عوام تو کیا علم کا دعویٰ کرنے والے بہت سارے بھی اس بیماری میں مبتلا ہیں ، بساوقات تو اس کا مرتکب شرک اکبر کے درجہ تک پہونچ جاتا ہے لہٰذا اس سے بچنا بہت ضروری ہے.

شرک اصغر دو طرح کا ہوتا ہے:

۱] شرک ظاہر ۲] شرک خفی

۱] شرک ظاہر: یہ بھی دو طرح کا ہوتا ہے

۱] افعال میں شرک ۲] اقوال میں شرک

افعال میں شرک: جیسے دھاگہ اور کڑا وغیرہ پہننا نظر بد سے بچنے ، یا جنات سے محفوظ رہنے کے لئے، یا بیماری اور مصیبتوں سے چھٹکارا پانے کے لئے تعویذ گنڈے اور لکیروں پر مشتمل چیزیں پہننا ، یہ شرک اصغر ہے، اگر یہ

عقیدہ رکھے کہ یہ چیزیں بذاتِ خود نفع ونقصان پہونچاتی ہیں تو یہ شرک اکبر ہوگا اور اگر یہ اعتقاد رکھے کہ یہ تو محض واسطہ ہیں تو اس نے ایک ایسی چیز کو سبب ٹھہرایا جو سبب نہیں اور یہ شرک اصغر مانا جائیگا.

اقوال میں شرک: جیسے غیر اللہ کی قسم کھانا، مثلاً اپنے والدین، یا اپنے دادا، یا کعبہ، یا اپنی زندگی، یا کسی اور شخص کی زندگی کی قسم کھائے، یا نبی کی قسم کھائے، ایسے ہی کچھ لوگوں کا کہنا کہ یہ فلاں نچھتر کی وجہ سے بارش ہوئی، ایسے ہی یہ کہنا کہ جو اللہ اور آپ چاہیں، یا یہ کہنا کہ اگر گھر کے اندر بطخ نہ ہوتے تو ہمارے یہاں چور گھس آتے اور اس قسم کی باتیں کہنا.

۲] شرک خفی

اس سے مراد نیت اور ارادہ کا شرک ہے، شرک کی یہ قسم سب سے زیادہ واقع ہوا کرتی ہے، جاہل تو درکنار عالم کا اس سے بچ پانا بھی انتہائی مشکل ہے، مگر یہ کہ اللہ جس کے اوپر رحم فرمائے اور یہ ایک بحر ناپیدا کنار ہے.

شرک اکبراور شرک اصغر کے درمیان فرق:

شرک اکبر کا مرتکب ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا

شرک اکبر سے سبھی اعمال برباد ہوجاتے ہیں

شرک اکبر کے مرتکب کا خون ومال حلال ہے

اللہ تعالیٰ شرک اکبر کے مرتکب کو جبھی بخشے گا جب اس نے موت سے پہلے توبہ کی ہو

شرک اصغر کا مرتکب ہمیشہ کے لئے جہنم میں نہیں رہے گا

شرک اصغر سے سبھی اعمال برباد نہیں ہوتے ہیں

شرک اصغر کے مرتکب کا خون ومال حلال نہیں ہے

شرک اصغر کے مرتکب کا معاملہ اللہ کی مشیت کے تحت ہے، اگر اللہ چاہے تو معاف فرمادے، اور اگر چاہے تو عذاب دے.

[معارج القبول ۱/ ۴۱۷، ۴۲۳]

قبروں کی زیارت

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی ملاقات کی رغبت دلانے کے لئے، اور دنیا میں پیش آنے والے امور سے تسلی، اور عبرت حاصل کرنے کے لئے قبروں کی زیارت کو مشروع قرار دیا ہے، اور یہ بھی واضح کیا کہ کچھ زیارتیں مشروع نہیں ہیں، پھر مشروع زیارت کونسی ہے اور غیر مشروع زیارت کون سی ہے؟

قبروں کی زیارت تین طرح کی ہوتی ہے:

ا] شرعی زیارت ٢] بدعی زیارت ٣] شرکیہ زیارت

شرعی زیارت کی دلیل بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جسے انہوں نے نبی سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا تو تم ان کی زیارت کرو، کیونکہ یہ تم کو آخرت کی یاد دلائے گی.

[مسلم ٩٧٧، الترمذی ١٠٥٤، النسائی ٢٠٣٤]

شرعی زیارت کے آداب:

ا] زیارت کرنے والے کا مقصد آخرت کو یاد کرنا ہوتا کہ وہ قبروں سے نصیحت حاصل کر سکے

۲] زیارت کا مقصد اپنے حق میں اور مسلم اموات کے حق میں دعا کرنا ہو

۳] زیارت کے لئے خصوصی سفر نہ کیا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس سے منع فرمایا:

کجاوے صرف تین مسجدوں کے لئے باندھے جاسکتے ہیں [تین مسجدوں کے لئے ہی سفر کیا جا سکتا ہے] مسجد حرام، میری یہ مسجد [مسجد نبوی] اور مسجد اقصیٰ [مختصر صحیح البخاری للالبانی ص ۲۸۰ ح ٦١٣]

۲] بدعی زیارت

اس سے مراد وہ زیارت ہے جو نبی کی سنت کیخلاف ہو، قبر والوں کے پاس دعا کرنے کی نیت سے، یا ان کی قبروں کے پاس نماز پڑھنے، یا ان کی قبروں کے پاس اعتکاف کرنے کی غرض سے جائے، یا ان میں سے کچھ قبر والوں کی

جاہ ومنزلت سے اللہ تعالیٰ کاہاں وسیلہ پکڑنے کی غرض سے جائے، اور کہے کہ اے اللہ! میں تجھ سے فلاں کی جاہ ومنزلت کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں، اور جس کا واسطہ دے وہ مردہ ہو، یا موجود نہ ہو، یا موجود ہو، اور اس کا گمان یہ ہو کہ اللہ کے یہاں اس کا کوئی بڑا مقام ومرتبہ ہے، اب یہ شخص اگر چہ یہ سمجھتا ہو کہ اس نے تو اللہ کو ہی پکارا اور اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کی مگر درحقیقت غیر مشروع طریقہ پر اللہ کی عبادت کی، اور دین کے اندر موجود چیز کے علاوہ کوئی اور چیز ایجاد کی، اس نے اپنے دعا میں تجاوز کیا اور اس نے اللہ سے اس حکم کے خلاف دعا کی جیسا اس نے اس کو دعا کرنے کا حکم دیا ہے.

۳] شرکیہ زیارت:

یہ ہے کہ زیارت کرنے والا قبر میں مدفون شخص کی زیارت کی نیت سے جائے، اور نفع حاصل کرنے، یا نقصان سے بچنے کے لئے اللہ کو چھوڑ کر اسی کو پکارے جیسے مریض کی شفایابی، گمشدہ کی واپسی، اس کے علاوہ دیگر

ضروریات کی تکمیل کے لئے اس صاحب قبر کو حاجت روا سمجھے، تو یہ اللہ کے ساتھ شرک اکبر ہوگا اور بغیر توبہ کئے اللہ اسے نہیں بخشے گا. اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذاً مِّنَ الظَّالِمِيْنَ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ﴾

[یونس:١٠٦، ١٠٧]

ترجمہ: اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہونچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے پھر اگر ایسا کیا تو تم اس حالت میں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے، اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو بجز اس کے اور کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيْبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ

غَافِلُوْنْ ﴾ [الاحقاف :٥]

ترجمہ: اوراس سے بڑھ کرگمراہ اورکون ہوگا؟ جواللہ کے سواایسوں کو پکارتا ہے جوقیامت تک اسکی دعا قبول نہ کرسکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبرہوں.

نفاق اوراس کی قسمیں

اہل عرب کے یہاں بھلائی ظاہر کرنے اور برائی کے چھپانے یعنی ایمان کے ظاہر کرنے اور کفر کے چھپانے کو نفاق کہا جاتا ہے، اور سورہ توبہ میں منافقین کی عادتوں کا تذکرہ ہوا ہے اور مومنوں کو ان کے شر سے اور مسلمانوں کے خلاف ان کی پوشیدہ خباثت وعداوت سے آگاہ کیا ہے.

نفاق کی قسمیں

نفاق کی دوقسمیں ہیں:

ا] نفاق اکبر ٢] نفاق اصغر

ا] نفاق اکبر سے مرادنفاق اعتقادی ہےاوراس کی چھ قسمیں ہیں:

۱] رسول کی تکذیب

۲] رسول کی لائی ہوئی شریعت کی تکذیب

۳] رسول سے بغض ونفرت کرنا

۴] رسول کی لائی ہوئی شریعت کے کچھ حصوں کو ناپسند کرنا

۵] دینِ اسلام کی تنزلی سے خوشی کا اظہار کرنا

٦] دین اسلام کے غالب ہونے پر کراہت ونا گواری محسوس کرنا

۲] نفاق اصغر

اس سے مراد نفاق عملی ہے، یہ ایک بڑا جرم اور گناہِ کبیرہ ہے مگر اس کے ارتکاب سے انسان ملت اسلام سے خارج نہیں ہوتا ہے.

نفاق اصغر کی قسمیں

جھوٹ، بے وفائی، خیانت، وعدہ خلافی، فسق وفجور اور لڑائی جھگڑے نفاق عملی میں داخل ہیں. اس کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: منافق کی تین علامتیں ہیں: بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو وعدہ خلافی

کرے، اوراس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے،

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب جھگڑے تو فسق وفجور سے کام لے اور جب عہد کرے تو بے وفائی کرے.

[البخاری[٥/ ٢٨٩] مسلم[٨/ ٧٨]

بغیر کسی عذر شرعی کے عشاء اور فجر کی نماز میں جماعت سے پیچھے رہ جانے کا تعلق بھی اسی سے ہے. اس کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: منافقوں پر سب سے زیادہ بھاری نماز عشاء اور فجر کی نماز ہے، اگر ان کو ان نمازوں کی فضیلتوں کا پتہ چل جائے تو یہ لوگ اس میں ضرور حاضر ہوں گے، گرچہ ان کو سرینوں کے بل گھسٹ کر حاضر ہونا پڑے.

جادو اور شعبدہ بازی

جادو کی حقیقت

جادو کا واقع ہونا اور اس کا پایا جانا یقینی ہے، اگر اس کا وجود نہ ہوتا تو شریعت میں اس کی ممانعت، جادوگر کے اوپر وعید، جادو میں ملوث لوگوں کو دنیاوی اور اخروی عذاب اور حکماً اور اطلاعاً اس سے منع نہ کیا گیا ہوتا، اور اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ یہ جادو فرعون کے زمانہ میں موجود تھا، اور یہ کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو اس کے ذریعہ چیلنج کیا.

کیا جادو کی کوئی تاثیر ہے؟

جی ہاں! جادو کی تاثیر ہے، کچھ جادو سے انسان مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے، کچھ قاتل بھی ہوتے ہیں، کچھ تو عقل میں گھس جاتے ہیں، کچھ تو نگاہوں سے دکھائی پڑتے ہیں، کچھ زوجین [میاں بیوی] کے بیچ جدائی پیدا کر دیتے ہیں، مگر یہ جادو بذات خود اثر انداز نہیں ہوتے، بلکہ ان میں اثر پذیری اللہ کے قضا وقدر اور اس کی خلقت وتکوین کے نتیجہ میں ہوتی

ہے، کیونکہ وہی اللہ تعالیٰ خیر وشر کا خالق ہے،اور جادو کا تعلق شر سے ہے،اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا هُمْ بِضَارِّيْنَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهْ﴾ [البقرة:١٠٢]

ترجمہ: دراصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے.

انسانی زندگی اور سماج پر جادو کے اثرات

جہاں تک انسان کے اوپر اس کے اثرات کی بات ہے تو یہ اس کی دنیاوی اور اخروی زندگی میں اثر انداز ہوتا ہے، یہ جادو ترک اطاعت اور رب العالمین کی نافرمانی کرنے کا سبب بنتا ہے،اس کی وجہ سے انسان اپنی شفایابی کے مناسب تجاویز کی خاطر جادوگروں اور شعبدہ بازوں کے پاس جاتا ہے پھر وہ شرک میں واقع ہوجاتا ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی کاہن یا کسی غیب کے بارے میں بتلانے والے کے پاس گیا تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر نازل کی گئی شریعت کا انکار کیا۔

[رواہ ابن ماجۃ ٣/ ١٩٧ وصحہ الالبانی ١/ ١٠٥ حدیث نمبر:٥٢٣]

دنیاوی اثرات کے اعتبار سے انسان کبھی مریض ہو جاتا ہے، یا اس کے حق میں یہ جادو کبھی جان لیوا بھی بن جاتا ہے، یا اسے اس کا معاملہ حیرت میں ڈال دیتا ہے، پھر وہ اپنی دنیا میں حیران و پریشان ہو کر رہ جاتا ہے، اس کا کوئی خاص مقصد حیات نہیں ہوتا، بلکہ اس کی پوری زندگی غم والم اور رنج وفکر میں ڈوب کر رہ جاتی ہے.

اور جہاں تک اس کے سماج پر اثر انداز ہونے کی بات ہے تو یہ ظاہر اور عیاں ہے، ہر ایک شخص سماج کی ایک اینٹ ہے، اور جب ہم یہ دیکھنے لگ جائیں کہ امت کے افراد اس مرض میں مبتلا ہیں تو پھر امت کی رفعت ار و اس کی اصلاح کیسے ہوسکتی ہے؟

یقیناً جادو کی تاثیر سماج پر واضح ہے، اس سے لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات جنم لیتے ہیں اور بغض وحسد اور کینہ کپٹ پیدا ہوتا ہے، خاص طور پر جب اسے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ فلاں نے اس کے اوپر جادو کیا ہے تو ہر ممکنہ طریقہ سے اس سے انتقام لینا چاہتا ہے، اس طرح معاشرہ میں خللپیدا

ہوجاتا ہے، سرکشی اور قتل منتشر ہونے لگتا ہے اور وہ اسلامی اخلاق جو معاشرے کو پرامن وسکون بنا دیتے ہیں وہ اخلاق ضائع ہو جاتے ہیں ارواس کی جگہ خوف وگھبراہٹ اور جرائم کی چاہت اپنا لیتی ہے.

جادواور جادوگروں کا حکم

جہاں تک جادو کے حکم کی بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے سیکھنے والے پر اپنی کتاب میں کفر کا فیصلہ دیا ہے، فرمایا: ﴿ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ﴾ [البقرۃ:١٠٢]

ترجمہ: وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں، تو کفر نہ کر.

لہذا جادو سیکھنا حرام ہے، چاہے اس پر عمل کرنے کی نیت سے سیکھے، یا اس سے بچنے کی خاطر سیکھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات ہلاک کرنے والی چزوں میں سے اسے ایک قرار دیا ہے، فرمایا: کہ سات ہلاکت میں ڈالنے والی چزوں سے بچو، .... اور جادو کو انہیں میں سے ایک بیان کیا. [

[البخاری ۳/۱۹۷، ۷/۲۹، ۸/۳۳]

جہاں تک جادوگر کے حکم کی بات ہے تو جمہور اہل علم کا تفاق ہے کہ جادو کا حکم اسلامی شریعت میں قتل ہے، یہی صحابہ سے مروی ہے، جندب رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے کہ جادوگر کی سزا اس کو قتل کرنا ہے.

[ترمذی ۵/۱۵۶]

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو لکھا کہ ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کرڈالو، راوی کہتے ہیں کہ ہم نے تین جادوگروں کو قتل کیا [مصنف عبدالرزاق ۱۰/۱۷۹، احمد ۱/۱۹۰]. اسی طرح حفصہ رضی اللہ عنہا سے وایت ہے کہ انہوں نے اپنی اس لونڈی کو قتل کرنے کا حکم دیا جس نے ان پر جادو کیا تھا. [البخاری فی التاریخ الکبیر ۲/۲۲۲]

آپ اپنے آپ کو جادو سے کیسے محفوظ رکھ سکتے ہیں؟

مندرجہ ذیل امور کو اپنانے سے اپنے آپ کو جادو سے محفوظ رکھا جاسکتا ہے:

۱] خالص اللہ تعالیٰ کی توحید کو اپنانا: غیر اللہ میں دل بالکل نہ لگایا جائے، ہر

طرح کے شرک سے اجتناب کیا جائے ،ان امور کو اپنانے سے جادوگروں سے بچا جاسکتا ہے.

۲] اخلاص: اخلاص کو مکمل طور پر اپنانا ہی شیطان سے بچنے کا راستہ ہے، اللہ تعالیٰ نے شیطان کی زبانی کہلوایا؛

﴿قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ﴾ [الحجر : ٣٩، ٤٠]

ترجمہ: [شیطان نے] کہا کہ اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے مجھے بھی قسم ہے کہ میں بھی زمین میں ان کے لئے معاصی کو مزین کروں گا اور ان سب کو بہکاؤں گا بھی، سوائے تیرے ان بندوں کے جو منتخب کر لئے گئے ہیں.

۳] جماعت سے جڑے رہنا: آپ نے فرمایا: جو شخص جنت میں کشادہ مکان چاہتا ہے، اسے چاہئے کہ وہ جماعت کو لازم پکڑے، شیطان تنہا شخص کے

ساتھ ہوتا ہےاور جب دولوگ ہوتے ہیں تو ان سے دور بھاگتا ہے.

[رواہ الترمذی وقال حسن صحیح غریب ۴/ ۴۶۵]

۴] **پنجوقتہ نمازوں کی با جماعت پابندی کرنا:** خاص طور پر فجر کی نماز پر مداومت برتنا، کیونکہ نماز با جماعت میں سستی کرنے سے شیطان ابن آدم کو آسانی سے گمراہ کرسکتا ہے.

۵] **کتاب وسنت کومضبوطی سے تھامے رہنا:** شیطان سے محفوظ رہنے کا یہ اہم طریقہ ہے، علمی اور عملی طور پر کتاب وسنت کو لازم پکڑے رہنے سے انسان جادوگروں اور کاہنوں کے فتنوں سے محفوظ رہتا ہے، ابن الجوزی نے اعمش سے روایت کیا ہے کہ ایک ایسے شخص نے بیان کیا جس نے جن سے گفتگو کی تھی، اس نے کہا: جنوں نے کہا کہ سنت پر عمل کرنے والے ہمارے لئے انتہائی سخت ہیں، اور جہاں تک خواہش پرستوں کی بات ہے تو ہم تو ان سے کھیلتے رہتے ہیں [تلبیس ابلیس ص ۳۹]

۶] **اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا اور اس کی طرف متوجہ ہونا:** اللہ تعالیٰ نے

فرمایا:﴿ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴾[فصلت : ۱۸]

ترجمہ:اور[ہاں]ایمانداراور پارساؤں کوہم نے[بال بال]بچالیا.

۷]خالص سچی توبہ اور گناہوں سے مکمل طور پر کنارہ کشی

۸]صدقات وخیرات کرنا، بھلائی کرنا اور لوگوں کی ضروریات کی تکمیل کرنا:

جن وسائل اور طریقوں کو اپنانے سے مصیبتوں سے بچا جاسکتا ہے انہیں میں سے فقیروں اور محتاجوں پر صدقات وخیرات کرنا ہے، یقیناً صدقہ کرنے میں بہت ساری مصیبتوں سے بچا جاسکتا ہے، یا ان میں کمی آسکتی ہے.

۹]شرعی جھاڑ پھونک کرنا

اوراس کے لئے درج ذیل شرطیں ہیں:

۱]جھاڑ پھونک اللہ تعالیٰ کے کلام یا اس کی اسماء وصفات کے ذریعہ ہو

۲]جھاڑ پھونک عربی زبان، یا کسی ایسی زبان میں کیا جائے جس کا معنیٰ ومفہوم معروف ہو

۳]عقیدہ رکھا جائے کہ جھاڑ پھونک بذات خود اثر انداز نہیں ہوتا، بلکہ ان

میں تاثیر ڈالنے والا اللہ تعالیٰ ہے.

شہادتین [لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ]

علم توحید

وہ علم ہے جس کے ذریعہ درج ذیل امور کی معرفت حاصل کی جاتی ہے:

اللہ تعالیٰ کی صفات جلال وکمال کیا ہیں، اس کے لئے کون سے اوصاف اس کے شایان شان ہیں، کون سے افعال اس کے لئے جائز ہیں؟

واجب ہے کہ خالص اللہ ہی کی عبادت کی جائے، اس کے اوامر کی بجا آوری اوراس کی منہیات سے اجتناب کر کے اس کا حق ادا کیا جائے،

اسے طرح اس بات کا علم کہ رسولوں اور نبیوں کے حق میں کون سا عقیدہ رکھنا واجب ہے، اور کیا مستحیل ہے، اوران کے کون سے جائز حقوق ہیں، ایسے ہی نازل شدہ کتابوں پر، پاکیزہ فرشتوں پر، قیامت کے دن پر، جزا اور قضاء و قدر پر ایمان کا تعلق علم توحید سے ہے، اور علم توحید کا مقصد عقیدہ کی اصلاح

اور بلاؤں سے نجات اور دونوں جہان میں سعادت سے بہرہ مند ہونا ہے.
اسلام کا لغوی مفہوم اطاعت و انقیاد ہے، اور اس کا شرعی مفہوم ظاہری اعمال ہیں اور اس کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کے لئے اس کی توحید کو اپنانا اور اطاعت میں اس کے لئے جھکنا اور شرک سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے.
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
﴿ وَمَنْ أَحْسَنُ دِيْنَاً مِمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ﴾
[النساء :۱۲۵]
ترجمہ: باعتبار دین کے اس سے اچھا کون ہے جو اپنے کو اللہ کے تابع کردے. اور مزید فرمایا:
﴿ وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقىٰ ﴾ [لقمان :۲۲]
ترجمہ: اور جو [شخص] اپنے آپ کو اللہ کے تابع کردے اور ہو بھی وہ نیکوکار، یقیناً اس نے مضبوط کڑا تھام لیا.

اورفرمایا: ﴿فَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوْا وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ﴾ [الحج : ٣٤]

ترجمہ: سمجھ لو کہ تم سب کا معبود برحق صرف ایک ہی ہے، تم اسی کے تابع فرمان ہوجاؤ، عاجزی کرنے والوں کوخوشخبری سنادیجئے.

اور جب اسلام کا لفظ مطلق طور پر بولا جائے تو یہ پورے دین پر مشتمل ہوتاہے. اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللهِ الْإِسْلَامْ ﴾ [آل عمران :١٩]

ترجمہ: بےشک اللہ تعالیٰ کےنزدیک دین اسلام ہی ہے.

یہ پانچوں ارکان پر مشتمل ہے،اس کی دلیل یہ طویل حدیث جبریل ہے کہ جب جبریل لوگوں کوان کا دین سکھانے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دو،نماز قائم کرو،زکوٰۃ ادا کرو،رمضان کے روزے رکھو،اگر استطاعت ہے تو خانہ کعبہ کا حج کرو [البخاری ١/٢٠،مسلم ١/٣٠]

اللہ کا حق بندوں کے اوپر کیا ہے؟

اللہ کا حق بندوں کے اوپر یہ ہی کہ یہ بندے خالص اسی کی عبادت کریں، اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اپنی عبادت کی خاطر پیدا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾

ترجمہ: میں نے جنات اورر انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں. [الذاریت:۵٦]

آپ نے فرمایا کہ اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کریں[البخاری ۸۴/۴ ،مسلم ۵۸/۱].

عبادت کی تعریف

ان سبھی اقوال و افعال کے مجموعہ کا نام عبادت ہے جنھیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے، جیسے دعا،نماز،خشوع،نذر و نیاز،خوف،امید وغیرہ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيُ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ﴾ [الانعام: ۱٦۲]

ترجمہ: آپ فرمادیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے.

عبادت کی بہت ساری قسمیں ہیں: دعا، خوف، امید، توکل، رغبت، رہبت، ذبیحہ، نذر ونیاز، طواف، قسم خشیت، خضوع، استعانت، استغاثہ اور تمام مشروع عبادتیں اس میں داخل ہیں.

قرآن کی اکثر وبیشتر سورتیں بلکہ سبھی سورتیں اس چیز کو ثابت کرتی ہیں اور اسی بات کی دعوت دیتی ہیں، پورا قرآن توحید، اس کے حقوق اور اس کی جزاء کے متعلق ہے اور شرک ومشرکین اور اس کی جزا کے متعلق ہے.

سبھی رسول اسی حق کی وضاحت اور اسی کی دعوت دینے کے لئے مبعوث کئے گئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا أَنِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوْا الطَّاغُوْتَ﴾ [النحل:٣٦]

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ [لوگو!] صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو.

جس نے مکمل طور پر توحید کو اپنایا اسے رہنمائی مکمل طو پر حاصل ہوئی اور اس کے گناہوں اور خطاؤں کو مٹایا گیا اور آخرت میں ابدی عذاب سے چھٹکارا بھی ہے. اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلَّـذِيْـنَ آمَـنُـوْا وَلَـمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُوْلَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَ هُمْ مُهْتَدُوْنْ﴾ [الانعام:۸۲]

اور آپ نے فرمایا کہ بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ اللہ اس کو عذاب نہیں دے گا جو اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں ٹھہراتا.

توحید کی قسمیں

توحید کی دو قسمیں ہیں:

علم واعتقاد کی توحید: اور اسے توحید علمی کہا جاتا ہے، اس کا تعلق خبروں اور اللہ کی معرفت سے ہے، اور سورہ ﴿قُـلْ هُـوَ اللّٰهُ أَحَدْ﴾ [الاخلاص:۱] کی دلالت اسی پر ہے، اور اس توحید میں توحید ربوبیت اور توحید اسماء و صفات داخل ہیں.

قصد وارادہ کی توحید: اسے توحید قصدی اور ارادی کہا جاتا ہے، اس کا تعلق قصد وارادہ سے ہوتا ہے اور سورہ ﴿قُلْ يٰا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنْ﴾ کی دلالت اسی پر ہے. توحید کی اس قسم میں توحید ربوبیت اور توحید الوہیت داخل ہیں.

تفصیلی اعتبار سے توحید کی کل تین قسمیں ہیں: توحید ربوبیت، توحید الوہیت اور توحید اسماء وصفات.

توحید ربوبیت: اللہ تعالیٰ کو اس کے افعال میں تنہا جاننا مثلاً پیدا کرنا، روزی دینا، تدبیر کرنا زندہ، مردہ کرنا اور قیامت کے روز زندہ کیا جانا، اور اٹھایا جانا، اللہ تعالیٰ ہی خالق و رازق، جلانے والا اور مارنے والا ہے، وہی امور کی تدبیر کرتا ہے، وہی بارش نازل فرماتا ہے، مشرکین نے اس کا اعتراف کیا ہے، مگر ان کا یہ اقرار ان کے حق میں کارآمد ثابت نہ ہوا اور نہ ہی وہ اس کے ذریعہ سے اسلام میں داخل مانے گئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾ [الزمر :۳۸]

ترجمہ: اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان وزمین کوکس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے. توحید کی اس قسم کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنْ ﴾ [الفاتحۃ:۱]

ترجمہ: سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا مالک ہے.

اللہ تعالیٰ کے وجود کا اعتراف اور یہ اقرار کہ وہی خالق ورازق اور کائنات کا نظام چلانے والا ہے، یہی صرف بندہ کے اسلام میں داخل ہونے کے لئے کافی نہیں ہے، بہت سارے مشرکین توحید ربوبیت کا تو اعتراف کرتے ہیں مگر اس کے باوجود پورے طور پر توحید عبادت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے وہ اسلام میں داخل نہیں مانے جاتے، اور بہت سارے لوگوں کا جو یہ گمان ہے کہ رسولوں کو توحید ربوبیت کے لئے بھیجا گیا اور اگر لوگوں نے توحید ربوبیت کو اپنا لیا تو کافی ہے، یہ ایک بنیادی غلطی ہے، اسی بنیاد پر ایسے لوگ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ ان کا یہ عمل شرک نہیں ہے، بلکہ ان کا خیال یہ ہے کہ شرک تو اس وقت ہوگا جب یہ لوگ اللہ

کے ساتھ کوئی خالق و مدبر مانیں گے، درحقیقت توحید سے نا آشنا ہونے کی وجہ سے یہ لوگ کھلا ہوا شرک کرتے ہیں.

توحید الوہیت : اللہ تعالیٰ کو عبادت میں تنہا جاننا اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ ٹھہرایا جائے، دعا، ذبح، نذر، نماز، خوف، امید، توکل، استغاثہ اور دیگر عبادتوں میں واجب یہ ہے کہ یہ خالص اللہ کے لئے ہوں، ان میں سے کسی عبادت کو کسی نے غیر اللہ کے لئے کیا تو وہ توحید پرست نہ ہوا، بلکہ وہ مشرک مانا جائے گا، اگر چہ وہ توحید ربوبیت کا اعتراف کرے.

توحید الوہیت وہ توحید ہے جس کے خاطر رسولوں کو بھیجا گیا اور کتابیں اسی لئے اتاری گئیں، لہٰذا جس نے کامل طور پر توحید کو اپنایا وہ لوگوں کے حالات سے واقف ہو جائے گا جو اللہ کے حق کو ضائع کرتے ہیں اور اس جانب سے غفلت برتتے ہیں اور اس کے دیگر حقوق کو نہیں جانتے.

جاننا چاہئے کہ توحید محض غیر اللہ کے نام پر بتوں کے نہ پوجنے کا نام نہیں ہے، بلکہ توحید یہ ہے کہ ان سبھی عبادتوں سے کنارہ کشی اختیار کی جائے جو غیر

اللہ کے نام پر کی جاتی ہیں، اور خالص اللہ ہی کی عبادت کی جائے.جس نے اللہ کی عبادت کی اور دیگر معبودوں کا انکار نہیں کیا وہ مضبوط دستہ کو تھامنے والا نہ مانا گیا. اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى﴾ [البقرة:۲۵٦]

ترجمہ:اس لئے جو شخص اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ،اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا.

صحیح مسلم میں آپ کا فرمان ہے: جس نے لا الٰہ الا اللہ کا اعتراف کیا اور اس کے علاوہ دیگر معبودوں کا انکار کیا، اس کا خون اور اس کا مال حرام ہے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے.

لہٰذا جس نے طاغوت کا انکار نہ کیا وہ مضبوط راستہ [لا الٰہ الا اللہ] کو تھامنے والا نہ مانا گیا، بلکہ اس نے لا الٰہ الا اللہ سے کنارہ کشی اختیار کی ،اس میں غفلت برتی ،اور اس کے حقوق کو ضائع کیا ایسے شخص کا خون و مال محفوظ نہ مانا

جائے گا، رسولوں کی اصل توحید بلکہ رسولوں کا وہ اصل دین جس کی انہوں نے دعوت دی، وہ خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے، اور اللہ کے علاوہ سبھی معبودوں سے اعراض وروگردانی کرنی ہے، یہی ملت ابراہیمی ہے.

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ معه إِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءٰ وْا مِّنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَاَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَداً حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ﴾ [الممتحنۃ:۴]

ترجمہ: [مسلمانو] تمہارے لئے حضرت ابراہیم میں اوران کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہوان سب سے بالکل بیزار ہیں، ہم تمہارے [عقائد کے] منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کے لیے بغض وعداوت ظاہر ہوگئی .

اورفرمایا: ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ لِأَبِيْهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي براؤمنكم و

مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ إِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَإِنَّهُ سَيَهْدِيْنِ﴾

ترجمہ: اور جبکہ ابراہیم [علیہ السلام] نے اپنے والد سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو بجز اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے، اور وہی مجھے ہدایت بھی کرے گا. [الزخرف :۲۶ تا ۲۸]

عصر حاضر میں توحید الوہیت کے ضائع شدہ آثار اور مثالیں

عصر حاضر میں اگر آپ توحید الوہیت پر نظر ڈالیں گے، تو دیکھیں گے اکثریت کے یہاں اس کے آثار تک ضائع ہو چکے ہیں، ہم یہاں آپ کی خدمت میں دو مثالیں دے رہے ہیں:

پہلی مثال: ذبیحہ ہے، ذبیحہ ایک اہم اور معزز ترین عبادت ہے.

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا: ﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ [الکوثر:۲]

ترجمہ: پس تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر.

جب یہ واضح ہو گیا کہ ذبیحہ ایک عبادت ہے، تو اس کا غیر اللہ کے نام پر کرنا

شرک ٹھہرا.

صحیح مسلم کی میں علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چار چیزیں سکھائیں، ان میں سے ایک چیز یہ تھی کہ اللہ تعالی اس شخص کے اوپر لعنت نازل کرے جس نے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا [مسلم ۳/۱۵٦۷]

توحید الوہیت کی حقیقت سے ناواقفیت کی بنا دور حاضر میں غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ عام ہو چکا ہے، کچھ جاہل لوگ جب کسی جگہ پڑاؤ اختیار کرتے ہیں تو جنوں سے تقرب چاہتے ہوئے یہ ذبیحہ پیش کرتے ہیں تا کہ یہ جن ان کو تکلیف نہ پہونچائیں، اور اس قسم کی چیزیں انجام دیتے ہیں جو اللہ کے ساتھ شرک سے ہیں.

دوسری مثال: غیر اللہ سے دعا کرنا

دعا ایک عظیم عبادت ہے، نفع اندوزی اور ضرر ختم کرنے کا یہ ایک مضبوط سبب ہے، اور یہ دعا بندہ کا اپنے رب کے محتاج ہونے اور اس کے ضرورت

مند ہونے کی ایک علامت ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اسی سے دعا کرنے کا حکم دیا ہے. فرمایا:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾[غافر:٦٠]

ترجمہ: اور تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا.

اور آپ نے فرمایا کہ دعا ہی عبادت ہے.[الترمذی ۳۳۷۱]

اور جب انتہائی اہم اور عظیم عبادت ہے تو اسے غیر اللہ کے لئے کرنا اللہ کے ساتھ شرک ہے، مگر آپ اسلام کی جانب منسوب بہت سارے لوگوں کو دیکھیں گے کہ وہ قبر والوں کے پاس جا کر دعائیں کرتے ہیں، یہ اپنی دعائیں مردوں اور غائب لوگوں سے کرتے ہیں، ان کو ایسے پکارتے ہیں گویا کہ یہ سن رہے ہیں اور ان سے ایسے التجا کر رہے ہیں گویا کہ وہ حاضر و قادر ہیں.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ إِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَاسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ﴾ [فاطر:١٣-١٤]

ترجمہ: جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کی چھلکے کے بھی مالک نہیں، اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں، اور اگر [بالفرض] سن بھی لیں تو فریادرسی نہیں کریں گے، بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف صاف انکار کر جائیں گے.

مردوں سے شفاعت طلب کرنا اور ان سے ضرورتیں مانگنا خواہ یہ نبیوں اور نیکوکاروں سے کیا جائے، اس قسم کی سبھی چیزیں شرک ہیں اور توحید الوہیت کے خلاف ہیں، اللہ تعالیٰ توبہ کے بغیر ان کو نہیں بخشے گا، اور جس کا انتقال اسی کے اوپر ہو گیا وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا، ہم ان سب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں.

توحیداسماءوصفات

توحیداسماءوصفات کامفہوم یہ ہے کہ ان سبھی اسماءوصفات کوبغیرکسی تحریف و تاویل اوربغیرکیفیت ومثال بیان کئے ہوئے ایسے ہی مانا جائے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنے آپ کواوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس[اللہ] کوموسوم کسا ہے.

اللہ تعالیٰ کےاسماءوصفات کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے؛

﴿ وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوْهُ بِهَا﴾[الاعراف:۱۸۰]

ترجمہ: اوراچھے اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں سوان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو.

اوراللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے؛

﴿ اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ﴾ [طٰه :۸]

ترجمہ: وہ اللہ ہے اس کے سوا کوئی اورمعبود برحق نہیں اس کے لئے اچھے اچھے نام ہیں.

اور آپ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جس نے ان کو شمار کیا وہ جنت میں داخل ہوا. [البخاری ۱۱/۱۸۰تا ۱۹۲، مسلم ۲۶۷۷]

اور اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا انکار کرنا اللہ کا انکار کرنا ہے، اور بندہ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات پر ایمان نہ لے آئے.

توحید کی اس قسم کا سمجھنا واجب ہے، بہت سارے علماء نے اس میں غلطی کی ہے، اور بہت سارے لوگوں نے اس میں ٹھوکریں کھائی ہیں، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا انکار کردیا جس سے اس نے اپنے آپ موصوف کیا ، اور ان کا یہ گمان تھا کہ وہ محض اللہ کی مشابہت کا انکار کررہے ہیں، وہ اپنے غلط مفہوم کی بنا پر گمراہ ہوئے، اور انہوں نے کتاب وسنت اور اجماع امت کی خلاف ورزی کی.

توحید کے فضائل واثرات

بندہ کے اعمال کے اوپر توحید کے چند اثرات کا تذکرہ یہاں کیا جارہا ہے:

ا] جس نے مکمل طور پر توحید کو اپنایا وہ بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوگا.

۲] گناہوں کی بخشش و مغفرت کا سامان توحید ہے

۳] جہنم میں جانے سے رکاوٹ توحید ہے

۴] توحید پرست کو دنیا وآخرت میں ہدایت اور مکمل امن نصیب ہوگا

۵] سبھی اقوال واعمال کی قبولیت کا دارومدار توحید کے اوپر ہے

۶] توحید سے بندہ کے مصائب میں تخفیف ہوتی ہے اور اس کی مشکلات کم ہوجایا کرتی ہیں

۷] اللہ تعالیٰ نے توحید پرستوں کی کامیابی کی ذمہ داری لی ہے

لا الہٰ الا اللہ کا مفہوم

لا الہ الا اللہ کے جس مفہوم کے اوپر کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دلالت ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود برحق نہیں ہے، اس تعریف میں نفی اور اثبات دونوں ہیں، نفی سے مراد اللہ کے سوا سبھی سے

عبادت کی نفی ہے، اور اثبات سے مراد خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کو ثابت کرنا ہے، اس کی عبادت اور اس کی بادشاہت میں اس کا کوئی شریک و ساجھی نہیں ہے. اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ذَالِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ هُوَ الْبَاطِلُ﴾ [الحج:۶۲]

ترجمہ: یہ سب اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے.

محمد رسول اللہ کا مفہوم

زبان کے اقرار واعتراف کے ساتھ ساتھ دل سے مکمل اس بات کی تصدیق ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندہ اور جنات وانسان سبھی کی طرف اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں، بشارت دینے والے، ڈرانے والے، اللہ کی اجازت سے دعوت دینے والے اور روشن چراغ ہیں، آپ کی تمام باتوں میں آپ کی تصدیق لازمی ہے، خواہ ان کا تعلق ماضی سے ہو، یا مستقبل سے، یا ان کا تعلق حلال وحرام سے ہو، یا آپ کی اطاعت وانقیاد سے، یا ان کا تعلق

آپ کی منہیات سے ہو، یا آپ کی شریعت اور سنتوں کی پیروی سے .

شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کے احکامات میں آپ کی اطاعت کی جائے، آپ کی خبروں میں آپ کی تصدیق کی جائے، آپ کی منع کردہ باتوں سے اجتناب کیا جائے اور اللہ کی شریعت کی روشنی ہی میں اللہ کی عبادت کی جائے [الاصول الثلاثۃ]

عبادت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾[الذاریات:٥٦]

ترجمہ: میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں.

اس آیت کریمہ پر غور کرنے والے کو یہ پتہ چلے گا کہ اس آیت نے ہماری تخلیق کے اہم مقصد کو واضح کر دیا، جو کہ اللہ کی سرزمین میں اللہ کی عبودیت کو

مکمل طور پر اپنانا ہے، جس نے اس عظیم مقصد کو انجام دیا اس نے اپنے مقصد وجود کی تکمیل کر لی ،اور جس نے اس میں کوتاہی سے کام لیا اس کی زندگی بے مقصد ہوگئی اور اس کے بنیادی مفہوم سے دور چلی گئی، اور جس عبادت کی خاطر ہماری تخلیق ہوئی ہے وہ ان سبھی ظاہری اور باطنی اقوال و اعمال کو انجام دینا ہے جن کو اللہ پسند کرتا ہے اور اس عبادت کی تمام مخالف چیزوں سے بچنا اور ان سے براءت ظاہر کرنا بھی مطلوب ہے.

عبادت کی شرطیں

عبادت کے صحیح ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں:

ا] **پختہ ارادہ ونیت:** عبادت کے لئے یہ شرط ہے کہ اس میں سستی وغفلت نہ کی جائے ،اور پوری کوشش کی جائے کہ قول وعمل میں تصادم وٹکراؤ نہ ہو.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتاً عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنْ﴾[الصف :٢ ،٣]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں. تم جو کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے.

٢] خالص نیت: اوراس کا مفہوم ہے کہ بندہ کے اپنے سبھی ظاہری و باطنی قول وعمل کا مقصد خالص رضائے الٰہی ہو.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ ﴾[البینۃ: ٥]

ترجمہ: انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں.

٣] اللہ تعالیٰ نے شریعت میں جن چیزوں کا حکم دیا ہے ان کو اس کے نبی کے طریقہ کے مطابق کیا جائے اور یہی اسلام ہے، اللہ تعالیٰ اس کے سوا کسی اور مذہب کو پسند نہیں کرتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ﴾[آل عمران: ٨٥]

ترجمہ: جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے اس کا دین قبول نہ کیا

جائے گا.

بخاری ومسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہمارے اس دین میں کوئی چیز ایجاد کی وہ ہم میں سے نہیں ہے [البخاری ۲/۱۶۶،مسلم ۵/۱۳۲]

یہ عبادت کی تین شرطیں ہیں ان کے بغیر عبادت کا وجود نہیں ہے، عبادت انجام دینے کے آغاز میں پختہ ارادہ شرط ہے،اور عبادت کی قبولیت کے لئے خالص نیت اور سنت کی موافقت شرط ہے ،عبادت انہیں تینوں شرطوں کے پائے جانے سے ہی قبول ہوگی.

عبادت کے اصول

وہ دو ہیں: ۱] کمال درجہ کی محبت ۲] کمال درجہ کی خاکساری

ان دونوں میں سے کسی ایک کے نہ پائے جانے سے عبادت نفع بخش نہیں ہو سکتی،اسی لئے بعض سلف صالحین نے کہا کہ جس نے اللہ کی عبادت صرف محبت کے اعتبار سے کی وہ زندیق ہے،جس نے اس کی عبادت صرف امید

کے اعتبار سے کی وہ مرجیہ میں ہے، جس نے اس کی عبادت صرف خوف کے اعتبار سے کی وہ حروری ہے، جس نے اس کی عبادت محبت، خوف اور رجاء، تینوں کے اعتبار سے کی وہ مومن اور موحد ہے. [معارج القبول ١/ ٣٩٧]

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَشَدُّ حُبّاً لِلّٰهِ ﴾ [البقرة:١٦٥]

ترجمہ: اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں.

اور فرمایا: ﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُوْنْ ﴾ [المؤمنون :٥٧]

ترجمہ: یقیناً جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے ہیں.

اور فرمایا: ﴿ إِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِيْ الْخَيْرَاتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَباً وَرَهَباً وَكَانُوْا لَنَاخَاشِعِيْنْ ﴾ [الانبياء :٩]

ترجمہ: یہ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں لالچ طمع اور

ڈرخوف سے پکارتے تھے،اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے.

طہارت

طہارت کا حکم: کتاب وسنت کی روشنی میں طہارت اختیار کرنا واجب ہے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوْا﴾ [المائدة:٦]

ترجمہ: اور اگر تم جنبی ہوتو پاکی حاصل کرلو.

اورفرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنْ﴾ [البقرة:٢٢٢]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کواور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے.

ورآپ نے فرمایا نماز کی کنجی پاکی ہے

[الترمذی ١/ ٩ وابن ماجۃ ٢٧٥ واحمد ١/ ١٢٣ وحسنہ الالبانی فی الارواء ٢/ ٩]

طہارت دوقسم کی ہوتی ہے: معنوی طہارت اورحسی طہارت

معنوی طہارت: سچی توبہ کے ذریعہ نفس کے گناہ اور معصیتوں کے نشانات، دل کا شرک، شک وشبہ، حسد، کینہ کپٹ، غرور، خودپسندی سے پاک ہونا، اور

یہ پا کی اخلاص، خیر سے محبت ، بردباری و تواضع اور سچائی اختیار کرنے اور نیک اعمال سے اللہ کی رضا چاہنے سے ہی ہوسکتی ہے.

حسی طہارت: اس سے مراد نجاست اور حدث کی طہارت ہے.

نجاست سے طہارت حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نمازی کے لباس ،اس کے جسم اور اس کی جائے نماز پر اگر گندگی ہو تو پاک پانی سے دھو لیا جائے. اور حدث کی طہارت سے مراد وضو غسل اور تیمّم ہے.

قضائے حاجت کے آداب مندرجہ ذیل ہیں:

قضائے حاجت میں داخل ہونے سے پہلے جو شخص قضائے حاجت کرنا چاہتا ہے وہ ان آداب کو اپنائے

۱] لوگوں کی نظروں سے اوجھل کہیں دور خالی جگہ کو تلاش کرے

۲] اپنے ساتھ ایسی چیزیں لے کر داخل نہ ہو جن میں ذکر الٰہی ہو

۳] بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے اپنا بایاں پاؤں داخل کرے

۴] بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت یہ ذکر پڑھے ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ

إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِث﴾

۵]اپنی شرمگاہ کا پردہ کرنے کی خاطر اپنا کپڑا زمین سے لگتے وقت ہی اٹھائے

٦]قبلہ رو یا قبلہ کو پیٹھ پیچھے کرتے ہوئے قضائے حاجت نہ کرے

۷]لوگوں کے سایہ کی جگہوں، ان کے راستوں، ان کی پانی والی جگہ اوران کے پھل دار درختوں کے نیچے نہ بیٹھے

۸]قضائے حاجت کے دوران بات چیت نہ کرے

۲]قضائے حاجت سے فارغ ہونے اور بیت الخلاء سے نکلتے وقت کے آداب کواپنائے

ا]گوبراور ہڈی سے یا نفع بخش چیزوں سے اورحرمت والی چیزوں سے استنجا نہ کرے، جیسے کھاناوغیرہ کا سامان

۲]اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کرے اور نہ ہی مسح کرے اور نہ ہی اس سے اپنی شرمگاہ کو چھوئے

۳]طہارت حاصل کرنے میں طاق چیزوں کا استعمال کرے، مثلاً تین ڈھیلوں سے اور اگر پاکی نہ ہو سکے تو پانچ سے کرے

۴]اگر پانی اور پتھر دونوں سے استنجا کر رہا ہے تو پہلے پتھر سے کرے پھر پانی سے استنجا کرے اور ان دونوں میں سے کسی ایک پر بھی اکتفا کر سکتا ہے

۵]بیت الخلاء سے نکلتے وقت بایاں پیر آگے کرے

۶]بیت الخلاء سے نکلتے وقت **(غفرانک)** پڑھے

وضو کا بیان

بندہ کا نماز شروع کرنے سے قبل حدث اکبر اور حدث اصغر سے پاک ہونا ضروری ہے، حدث اکبر کا ازالہ غسل سے، اور حدث اصغر کا ازالہ وضو سے ہوگا، پانی نہ ملنے پر، یا پانی کے استعمال سے نقصان پہنچنے پر وضو اور غسل کے بجائے تیمّم کیا جا سکتا ہے.

وضو کا مفہوم

بدن کے اعضاء پر پاک پانی کا استعمال اسی طریقہ پر کرنا جو

طریقہ شریعت میں بیان ہوا ہے

کتاب وسنت سے اس کی دلیل

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے﴿ يَـاأَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ آمَـنُوْا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَيْدِيْكُمْ ﴾[المائدۃ:٦]

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو.

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے کسی کو حدث لاحق ہو جائے، اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس کی نماز قبول نہیں فرماتا ہے جب تک کہ وہ وضو نہ کر لے. [البخاری ١/٤٣، مسلم ١/٢٠٤]

وضو کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ مَـا يُـرِيْـدُ الـلّـٰهُ لِيَـجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَ لٰكِنْ يُرِيْدُ لِيُـطَهِّـرَكُـمْ وَ لِيُتِـمَّ نِـعْـمَتَـهُ عَـلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾

[المائدة: ٦]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی نہیں ڈالنا چاہتا، بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا اور تمہیں اپنی بھرپور نعمت دینے کا ہے تاکہ تم شکرادا کرتے رہو.

جہاں تک حدیث کے نصوص کی بات ہے وہ بہت زیادہ ہیں.

۱] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: بے شک میری امت کے افراد قیامت کے روز وضو کے نشانات سے پہچانے جائیں گے، تم میں سے جو شخص ایسا کرسکتا ہو وہ ایسا کرے [البخاری ۱/ ۲۰۷، مسلم ۱۴۶]

۲] عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے خوب اچھی طرح وضو کیا اس کے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کے ناخن سے بھی نکل جاتے ہیں [مسلم ۲۴۵]

۳] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنے چہرہ کو دھلتا ہے تو پانی کے ساتھ، یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ اس کے اتنے سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں جہاں تک کہ اس کی نگاہ جاتی ہے، جب وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو دھلتا ہے تو تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ اس کے اتنے سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں جہاں تک اس کے ہاتھ پہونچتے ہیں، اور جب وہ اپنے پیروں کو دھلتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ اس کے اتنے سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں جہاں تک اس کے پاؤں پہونچتے ہیں، یہاں تک کہ وہ گناہوں سے مکمل طور پر پاک وصاف ہوجاتا ہے. [رواہ مسلم ٢٤٤]

٤] عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص خوب اچھی طرح سے وضو کرنے کے بعد ﴿أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ﴾ پڑھتا ہے، تو

جنت کے آٹھوں دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے بھی وہ داخل ہونا چاہے داخل ہولے[مسلم۲۳۴]]

ترمذی نے ﴿اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنْ ﴾کا اضافہ کیا ہے[ترمذی کی زیادتی کوعلامہ البانی نے ضعیف قرار دیا ہے.

وضو کے فرائض، سنتیں اوراس کے مکروہات

وضو کے فرائض چھ ہیں:

۱] پیشانی کے اوپری حصہ سے لے کر ٹھوڑی کے نچلے حصہ تک اور ایک کان کی لو سے لے کر دوسرے کان کی لو تک چہرہ کو ایک بار دھونا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ﴾ تو اپنے منہ کو دھولو. [المائدة: ٦] . کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا بھی اس میں داخل ہے ،کیونکہ منہ اور ناک چہرہ کے حدود میں سے ہیں ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اپنی ناک میں پانی ڈالے

پھر جھاڑے۔ [رواہ مسلم ۱/۲۱۲ح ۲۳۷]

۲] دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھلنا ، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقْ ﴾[المائدة: ٦] اوراپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو.

۳] سرکو پیشانی سے لے کر گدی تک دھلنا ، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَامْسَحُوْا بِرُؤُوْسِکُمْ ﴾[المائدة: ٦] اوراپنے سروں کا مسح کرو.

۴] دونوں پیر ٹخنوں سمیت دھلنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنْ ﴾[المائدة:٦]اوراپنے پاؤں کوٹخنوں سمیت دھولو.

۵] ترتیب کا خیال رکھنا بایں طور کہ پہلے چہرہ دھلے، پھر دونوں ہاتھ، پھر سر کا مسح کرے، اس کے بعد دونوں پاؤں دھلے، کیونکہ اللہ کے حکم یہی ترتیب وارد ہے.

۶] تسلسل سے بغیر فاصلہ دیئے ہوئے ایک ہی وقت میں وضو کرنا .

وضو کی سنتیں

۱] مسواک کرنا

۲] تین تین بار ہتھیلیوں کا دھلنا ہاں اگر وہ رات کی نیند سے اٹھ رہا ہے تو برتن میں اپنے ہاتھوں کو داخل کرنے سے پہلے ان کا دھلنا واجب ہے ، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نیند سے بیدار ہو تو اپنے ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے تین بار دھلے ، کیونکہ تم میں سے کسی کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے . [موطا مالک ۱/۲۱/۹، البخاری ۱/۵۴، مسلم ۱/۱۶۰، ۱۶۱]

۳] چہرہ دھلنے سے پہلے کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا

۴] گھنی داڑھی کا خلال کرنا

۵] داہنے اعضاء کو پہلے دھلنا پھر بائیں اعضاء کو دھلنا

۶] وضو سے فارغ ہونے کے بعد وضو کی دعا پڑھنا

۷] وضو کے بعد دو رکعتیں یعنی وضو کی سنت کی پڑھنا

وضو کے مکروہات

۱] ناپاک جگہ میں وضو کرنا کہ نجاست منتشر ہو کر اس کے اوپر آ جائے

۲] اعضائے وضو کو تین بار سے زائد دھلنا

۳] پانی میں فضول خرچی کرنا

۴] وضو کی سنتوں میں سے کسی ایک یا کئی سنتوں کو چھوڑ دینا، کیونکہ ان کے ترک کر دینے پر اجر ضائع ہو جاتا ہے، ان کا چھوڑنا غیر موزوں ہے

۵] عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا

وضو کا طریقہ

وضو کے دو طریقے ہیں:

۱] کفایت والا طریقہ ۲] مکمل طریقہ

۱] کفایت والا طریقہ: یہ ہے کہ وضو کی نیت کرے، بسم اللہ پڑھے، کلی کرے، ناک میں پانی چڑھائے، چہرہ دھوئے، ہاتھ کہنیوں تک دھوئے، سر کا مسح

کانوں کے ساتھ کرے، ٹخنوں تک اپنے پاؤں دھوئے،ان میں سے ہر عضو ایک بار دھولےتو کافی ہے.

٢]مکمل طریقہ: یہ ہے کہ نیت کرے،بسم اللہ پڑھے،اپنی ہتھیلیاں تین بار دھوئے،کلی کرے،تین چلو پانی سے تین بار ناک میں پانی لے،اپنا چہرہ تین بار دھوئے، دایاں ہاتھ کہنی سمیت تین بار دھوئے، بایاں بھی اسی طرح دھوئے،سر کے اگلے حصہ سے لے کر اپنی گدی تک سر کا مسح ایک بار کرے، ان دونوں ہاتھوں کو اسی جگہ واپس لائے جہاں سے مسح شروع کیا، اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں کے اندرونی حصہ تک لے جائے.اور اپنے انگوٹھے سے ان کے باہری حصہ کا مسح کرے،ٹخنہ سمیت اپنا دایاں پاؤں تین بار دھوئے، پھر بایاں بھی اسی طرح دھوئے،آخر میں یہ پڑھے:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ﴾

وضوکوتوڑنے والی چیزیں

١] پیشاب و پاخانہ کے راستہ سے خارج ہونیوالی چیزیں، جیسے پیشاب اور پاخانہ اور ہوا.

٢] بے ہوشی یا نشہ یا پاگل پن سے عقل کا زائل ہوجانا

٣] ایسی نیند جس سے شعور ختم نہ ہو

٤] ہتھیلی کے اندرونی یا خارجی حصہ سے شہوت کے ساتھ شرمگاہ کو چھونا

٥] مرتد ہوجانا

٦] اونٹ کا گوشت کھانا

٧] مرد و عورت کا ایک دوسرے کو شہوت سے چھونا

کچھ ایسے مسائل جن کا تذکرہ یہاں مناسب ہے:

١] جسے طہارت کا یقین ہو اور حدث میں شک ہو تو یقینی بات اس کے لئے طہارت ہے

٢] جسے حدث کا یقین ہو اور طہارت میں شک ہو تو یقینی بات اس کے لئے

حدث ہے، لہذا وہ پا کی حاصل کرے

٣] جن جانوروں کا گوشت کھایا جا تا ہے ان کا پیشاب و گوبر، اور انسان کی منی پاک ہے

٤] جب کسی مسلمان کو پانی کی طہارت یا اس کی نجاست کے متعلق شک ہو جائے تو یقین طہارت ہے کیونکہ چیزوں میں اصل طہارت ہے

٥] جب پاک پانی اور نجس پانی گڈ مڈ ہو جائے تو پاک پانی سے وضو کرے

موزوں پر مسح

خفین اصل میں چمڑے کے موزوں کو کہا جاتا ہے، اور اسی کے حکم میں اون اور کپڑے وغیرہ کی جرابیں بھی ہیں.

موزوں پر مسح کرنے کی مشروعیت

اس حکم کی وضاحت میں چند دلائل پیش ہیں:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

سے اس کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا کہ ہاں! جب سعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کریں تو مجھ سے نہ پوچھو[مختصر صحیح البخاری للالبانی ص۶۲]

عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی پگڑی اور اپنے موزے پر مسح فرمارہے تھے[مختصر صحیح البخاری للالبانی ص۶۳]

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں ہے کہ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موزے اتارنے کے لئے جھکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو اسی حال پر چھوڑ دو، میں نے ان کو پاکی کی حالت میں پہنا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر مسح کیا اور نماز پڑھی .[مختصر صحیح البخاری للالبانی ص۱۰۶]

موزوں پر مسح کرنے کی شرطیں

۱] طہارت کی حالت میں ان کو پہنا گیا ہو، اس کی دلیل عروہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جسے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موزے اتارنے کے لئے جھکا تو آپنے فرمایا: ان کو اسی حال پر چھوڑ دو میں نے ان کو پاکی کی حالت میں پہنا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر مسح کیا. [رواہ البخاری ۱/۵۹]

۲] موزے پاک ہوں، اگر نجس ہیں تو ان کا مسح صحیح نہیں ہے.

۳] موزے وضو میں دھوئے جانے والے فرض حصہ کو وڈھکے ہوئے ہوں.

مسح کرنے کی مدت

مقیم کے لئے مسح کی مدت ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں ہیں، اور مسح کی مدت کی ابتدا پہلی بار مسح کرنے کے وقت سے ہے.

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ

اپنا ہاتھ پانی میں داخل کرے اور پیر کے اوپر موزوں کے اوپری حصہ پر انگلیوں کے پوروں سے لے کر پاؤں کے بیچ تک ایک بار مسح کرے،

ایڑیوں اور پاؤں کے اندرونی حصہ کا مسح نہ کرے.

مسح کو باطل کرنے والی چیزیں

١] جب موزے پیر سے نکال دیئے جائیں

٢] جب اس شخص کو غسل جنابت واجب ہو جائے

٣] جب مسح کی مدت مکمل ہو جائے

غسل کا بیان

غسل کے اسباب

١] **جنابت**: جماع کے بعد کی حالت ہے اور جماعسے مراد دوختنوں (مرد و عورت کی شرمگاہوں) کا ملنا ہے خواہ منی کا انزال ہو یا نہ ہو، اور انزال کا مطلب نیند میں یا بیداری میں لذت کے ساتھ منی کا خارج ہونا ہے. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوْا﴾ [المائدة:٦]

ترجمہ: اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرلو.

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جب دو ختنوں کی جگہیں آپس میں مل جائیں تو غسل واجب ہو گیا. [الترمذی ۱/ ۸۰، ۸۱ وابن ماجہ ۱/ ۲۱۱]

۲] حیض یا نفاس کے خون کا منقطع ہو جانا. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاعْتَزِلُوْا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَاتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾ [البقرة:۲۲۲]

ترجمہ: حالتِ حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں اجازت دی.

اور آپ کا فرمان ہے کہ اتنی مدت تک رکے رہو جب تک تم کو خون آتا ہے پھر غسل کرو. [ابوداؤد وابن ماجہ ۱/ ۲۱۵ والدارقطنی ۱/ ۱۴۸]

غسل کرنے کا طریقہ: غسل کے دو طریقے ہیں:

۱] **کامل طریقہ:** غسل سے حدث اکبر کے ازالہ کی نیت کرتے ہوئے بسم

اللہ پڑھے، پھر اپنی ہتھیلیاں تین بار دھوئے، پھر استنجا کرے اور اپنی شرمگاہ اور اس کے ارد گرد لگی ہوئی نجاست کو دھوئے، پھر وضو کرے، اور سوائے پیر کے اپنے سارے اعضائے وضو دھوئے، [غسل سے فارغ ہو جانے کے بعد پیروں کو دھوئے]

پھر اپنا سر اپنے کانوں سمیت تین لپ سے تین بار دھلے، پھر اپنے جسم کے سبھی داہنے اعضا پر پانی بہائے، پھر بائیں اعضا پر پانی ڈالے اور دوران غسل پوشیدہ جگہوں کا خیال رکھے مثلاً ناف اور بغل کے نیچے کے حصے اور دونوں گھٹنے وغیرہ .

۲] کفایت والا طریقہ: کلی اور ناک میں پانی لے کر پورے بدن پر پانی بہالے۔

تیمّم

تیمّم امت اسلامیہ کی خصوصیات میں سے ہے اور یہ پانی کی طہارت کا بدل ہے.

تیمّم کا مفہوم: اللہ کی عبادت کی نیت سے پاک مٹی کے ذریعہ چہرہ اور ہتھیلیوں کا مسح کرنا

تیمّم کب مشروع ہے؟

۱] جب پانی نہ ملے

۲] جب انسان کے جسم میں زخم ہوا یا کوئی بیماری ہو اور پانی کے استعمال سے اس کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو

۳] جب پانی زیادہ ٹھنڈا ہو اور اسے گرم کرنا ناممکن ہو اور پانی کے استعمال سے نقصان کا اندیشہ ہو

۴] جب پانی ناکافی ہو اور صرف پینے یا دوسرے کو پلانے کے لئے ہو اور پیاس کا اندیشہ ہو۔

تیمّم توڑنے والی چیزیں:

۱] پانی کا دستیاب ہو جانا

۲] وضو کے گزشتہ تمام نواقض

تیمّم کا طریقہ

نیت کرے، پھر بسم اللہ کہے، اور اپنے دونوں ہتھیلیوں کے اندرونی حصہ سے ایک بار زمین پر مارے، پھر ان سے اپنے چہرہ اور اپنی ہتھیلیوں کی پشت پر مسح کرے.

حیض نفاس اور استحاضہ

حیض سے مراد وہ خون ہے جو عورت کو بلوغت کے مرحلہ کو پہونچنے پر اس کے رحم سے خارج ہوتا ہے، یہ عورت کی شرمگاہ سے مخصوص اوقات میں خارج ہوتا ہے جس کی اقل مدت ایک دن اور ایک رات ہے اور زیادہ مدت پندرہ دن ہے.

نفاس سے مردوہ خون ہے جو ولادت کی وجہ سے عورت کی شرمگاہ سے خارج ہوتا ہے، اور نفاس کی اقل مدت کی کوئی تعیین نہیں ہے جب بھی نفاس والی عورت پاکی دیکھ لے غسل کرے اور نماز پڑھے.

مستحاضہ سے مراد وہ عورت ہے جس کا خون پندرہ روز سے بھی زیادہ مدت

تک جاری رہے.

حیض اور نفاس والی عورت کے متعلق کچھ احکام:

۱] حائضہ اور نفاس والی عورت سے جماع کرنا حرام ہے. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ﴾ [البقرۃ:۲۲۲]

ترجمہ: اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ.

۲] ان کے اوپر نماز و روزے حرام ہیں، پاک ہو جانے پر روزے کی قضا کرنی ہے جب کہ نماز کی قضا نہیں ہے

۳] ان دونوں کے اوپر خانہ کعبہ کا طواف حرام ہے، یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں اور غسل کریں

۴] ان دونوں کا مصحف چھونا جائز نہیں ہے، الا یہ کہ درمیان میں کوئی چیز حائل ہو، جیسے دستانے وغیرہ

مستحاضہ عورت کی تین حالتیں:

۱] وہ خاتون جو اپنے ایام حیض کو جانتی ہو، وہ اس مدت میں نماز و طواف سے

دور رہے گی اور پاک ہونے پر غسل کرے گی اور نماز پڑھے گی.

۲] وہ خاتون جو مدت حیض کو نہ جانتی ہو اور اس میں تمیز نہ کرسکتی ہو تو یہ اپنے ہم عمر خواتین کی عادت کی طرح شمار کرے گی، اگر اس کی ہم مدت [ہم عمر] عورتیں نہ ہوں تو زیادہ سے زیادہ چھ یا سات دن اپنے ایام شمار کرے گی۔

۳] وہ خاتون جس کے حیض کی کوئی عادت ہی نہ ہو مگر یہ کہ کالے اور غیر کالے خون میں تمیز کرسکتی ہو تو جب حیض کا خون منقطع ہو جائے تو غسل کرے گی اور نماز پڑھے گی.

ایک وضاحت:

مستحاضہ غسل کرے اور روزہ و نماز ادا کرے، مگر یہ کہ ہر نماز کے لئے وضو کرے اور اس کا شوہر اس سے مجامعت کرسکتا ہے، یعنی اس کے لئے ہر وہ چیز جائز ہے جس سے اس کو حیض کے دوران روک دیا گیا تھا.

صلاۃ (نماز)

صلاۃ[نماز] کی تعریف

نماز بندے اوراس کے رب کے درمیان ایک رابطہ ہے، بندہ حالتِ نماز میں اطاعت، محبت، عاجزی وانکساری کا اظہار کرتا ہے، نماز شہادتین کے بعد اسلام کا سب سے اہم رکن ہے، کیونکہ یہ دین کا ستون ہے، یقین کی روشنی ہے، اس میں خوش دلی کشادہ قلبی اوراطمینانِ قلب پایا جاتا ہے، نماز منکرات سے باز رکھنے والی ہےاور گناہوں کے مٹائے جانے کا ذیعہ ہے.

تارک صلاۃ کا حکم

اگرنماز کے وجوب کاانکار کرنے والے کے پاس کوئی عذر نہیں ہے تو اس کے انکار کی بنیاد پراسے کافرقرار دیا جائے گا، اوراگراس نے اس کاانکار دین کی ضروری باتوں کو جاننے کے بعد کیا ہے، اوراللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی ہےتو اسکی سزا قتل ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:جو اپنادین بدل ڈالے اسے قتل کردو

[بخاری ٦٩٢٢]، اور ایسے شخص کے اوپر مرتد کے احکام نافذ کیئے جائیں گے.

اور اگر یہ شخص اس کے وجوب کو مانتا ہے اور سستی کے نتیجہ میں اس نے اسے ترک کر دیا تو اس بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے اور کئی ایک اقوال ہیں:

[١] ایسا شخص کافر مانا جائے گا ملت سے خارج قرار پائے گا اگر توبہ نہ کرے اور نماز نہ پڑھے تو اس کی سزا قتل ہے

[٢] اسے کافر نہ گردانا جائے گا بلکہ وہ فاسق ہوگا اگر توبہ کر لیتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ حد کے طور پر اس کی سزا قتل ہے

[٣] نہ تو اسے کافر گردانا جائے گا اور نہ ہی اسے قتل کیا جائے گا بلکہ اسے سزا دی جائے گی اور اسے اس وقت تک قید میں رکھا جائے گا جب تک کہ وہ نماز نہ پڑھنے لگ جائے، یا اس کو موت آ جائے.

نماز کے ارکان جن کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوگی:

وہ چودہ [۱۴] ہیں:

[۱] قیام کی طاقت رکھنے والا قیام کرے

[۲] تکبیر تحریمہ

[۳] سورہ فاتحہ کی قراءت

[۴] رکوع

[۵] رکوع میں اعتدال برتنا

[٦] ساتوں اعضاء پر سجدے کرنا [چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے، اور دونوں پیر]

[۷] سجدوں میں اعتدال برتنا

[۸] دونوں سجدوں کے بیچ بیٹھنا

[۹] مذکورہ ارکان اطمینان سے ادا کرنا

[۱۰] آخری تشہد

[١١] آخری تشہد کے لئے بیٹھنا

[١٢] نبی کریم پر درود بھیجنا

[١٣] ارکان میں ترتیب کا لحاظ برتنا

[١٤] سلام پھیرنا

نماز کی نو(۹) شرطیں ہیں:

[١] اسلام: کافر کی نماز صحیح نہ مانی جائے گی

[٢] عقل: غیر عاقل شخص اس کا مکلّف نہیں ہے

[٣] تمیز کا پایا جانا

[٤] وقت کا داخل ہونا

[٥] حدث سے طہارت حاصل کرنا

[٦] نجاستوں سے پاک ہونا

[٧] ستر پوشی

[٨] قبلہ کا استقبال کرنا

[۹] نیت کرنا

نماز کے واجبات

نماز میں واجب ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کے کرنے کا حکم شریعت نے الزامی طور پر دیا ہو اور جان بوجھ کر جس کے ترک کرنے سے نماز باطل ہوجائے اور سہو ہونے کی صورت میں سجدہ سہو کرنے سے جس کا تدارک ہوجائے.

نماز کے واجبات آٹھ (۸) ہیں:

[۱] تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر تکبیریں

[۲] سمع اللہ لمن حمدہ کہنا

[۳] ربنا ولک الحمد کہنا

[۴] رکوع میں سبحان ربی العظیم کہنا

[۵] سجدوں میں سبحان ربی الاعلی کہنا

[۶] دونوں سجدوں کے بیچ اللہ سے استغفار کرنا

[۷] پہلا تشہد

[۸] پہلے تشہد کے لئے بیٹھنا

نماز کی سنتیں

نماز کی سنتوں سے مراد وہ مشروع افعال ہیں جن کے ترک کر دینے سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے، خواہ عمداً چھوڑے گئے ہوں، یا بھول چوک کی وجہ سے ترک ہو گئے ہوں.

نماز کی سنتیں بہت ہیں، کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

[۱] تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھانا

[۲] رکوع کرتے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا

[۳] رکوع سے سر اٹھاتے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا

[۴] دورانِ قیام دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر اور سینہ پر رکھنا

[] سجدوں کی جگہ پر نگاہ رکھنا

[۶] دعائے استفتاح پڑھنا

[٧]شروع میں (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) پڑھنا اور دیگر سنتیں....

نماز باجماعت

نماز باجماعت کے فضائل

نماز باجماعت کے فضائل پر بہت سارے دلائل ہیں، کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

[١] ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے ٢٧ گنا بہتر ہے.

[بخاری ٦٤٥، مسلم ٢٤٩]

[٢] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ے فرمایا: آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب اس کے گھر میں یا اس کے بازار میں نماز پڑھنے سے ٢٥ گنا زائد ہے[بخاری ٦٤٧]

[٣]ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ،انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کوئی مسجد تک لانے والا نہیں ہے اور

انہوں نے یہ مطالبہ کیا کہ ان کو ان کے گھر میں نماز ادا کرنے کی رخصت دے دی جائے، آپ نے ان کو رخصت دے دی، جب پلٹ کر جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا اور ان سے فرمایا: کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس اذان پر لبیک کہو. [مسجد کو آؤ] [مسلم ٦٥٣]

نماز باجماعت کا حکم

مردوں کے اوپر نماز باجماعت واجب ہے خواہ حضر میں ہوں یا سفر میں ہوں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ﴾ [النساء:١٠٢]

ترجمہ: جب تم ان میں ہو اور ان کے لئے نماز کھڑی کرو تو چاہیئے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ اپنے ہتھیار لئے کھڑی ہو

شرح المنتہیٰ میں کہا: امر وجوب کے لئے ہوتا ہے اور اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی بات حالت خوف میں ہے تو حالتِ امن بدرجہ اولیٰ ہوگی، اور

ابو ہریرہ کی مرفوع حدیث ہے: منافقوں پر عشا اور فجر کی نماز سب سے زیادہ بھاری ہے اگر ان کو ان کے اجر وثواب کا پتہ چل جائے تو اس کے لئے حاضر ہوں گے اگر چہ سرین کے بل گھسٹ کر ان کو آنا پڑے، میں نے چاہا کہ نماز کھڑی کئے جانے کا حکم دوں، پھر ایک شخص کو لوگوں کی امامت کرانے کا حکم دوں، اور اپنے ساتھ کچھ لوگوں کو لے کر جن کے پاس لکڑی کے گٹھے ہوں نماز میں حاضر نہ ہونے والوں کے گھروں کو جاؤں اور ان کے گھروں کو جلادوں۔ [بخاری ۶۴۴ مسلم ۶۷۴] ور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان نابینا صحابی سے کہنا کہ جب تم اذان کی آواز سنتے ہو تو مسجد کو آؤ، جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے گھر میں نماز ادا کرنے کی رخصت چاہی [شرح المنتہی [۱/۲۴۴] المغنی مع الشرح الکبیر [۱/۲]

نماز باجماعت کا انعقاد کتنے لوگوں سے ہوگا؟

نماز باجماعت دو لوگوں [امام اور ایک مقتدی خواہ مقتدی کوئی عورت ہی ہو] سے منعقد ہو جائے گی، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن

حویرث سے فرمایا: اور تم دونوں میں کا بڑا شخص امامت کرائے [بخاری۶۳۱ مسلم۶۷۴]

نماز باجماعت ترک کرنے کے اسباب:

مرض کے لاحق ہونے کا اندیشہ ہو، پیشاب یا پاخانے سے فارغ ہونے کی ضرورت ہو، کسی ضائع ہوئی چیز کو پانے کی امید ہو، یا اپنے مال کے ضائع ہو جانے کا، یا اس کے فوت ہو جانے کا، یا اس میں نقصان درآنے کا اندیشہ ہو، یا کسی ایسے مال کی ہلاکت کا اندیشہ ہو جس کی حفاظت کے لئے اسے اجرت پر لیا گیا ہے. [المغنی[۸۳/۲]

مقتدی کے مسائل:

جس مسجد کا کوئی تنخواہ دار امام ہو تو اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کا امامت کرانا حرام ہے، سوائے یہ کہ نماز کا وقت نکلا جا رہا ہو [شرح المنتہی[۲۵۷/۱]

جب فرض نماز کے لئے جماعت کھڑی کر دی گئی ہو تو کوئی نفلی یا سنت نماز

پڑھنا جائز نہیں ہے، کیونکہ آپ کا فرمان ہے: جب نماز کھڑی کردی جائے تو سوائے فرض کے اور کوئی نماز نہیں ہے [مسلم ۷۱۰]

مقتدی کے حق میں حرام ہے کہ اپنے امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کرے، اگر اس نے ایسا کرلیا ہے تو اسے اس کا اعادہ کرنا ہوگا، اور نماز کے اعمال میں سے کسی بھی عمل میں جو مقتدی امام سے سبقت کر جائے وہ گنہ گار ہوگا، ہاں یہ کہ اسے مسئلہ معلوم نہ رہا ہو یا بھول کر ایسا کیا ہو [مختصر الفقہ الاسلامی ۶۳]

صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھنے والے مقتدی کی نماز درست نہ مانی جائے گی اِلا یہ کہ صف مکمل ہو چکی ہو اور اس میں گنجائش باقی نہ رہ گئی ہو، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: صف کے پیچھے منفرد کی نماز نہیں ہے [ابوداؤد ۶۸۲، صححہ الالبانی فی الارواء ۲/۲۲۳]

امامت کے مسائل

امامت کا سب سے زیادہ حقدار اللہ کی کتاب کا احسن قاری ہے، پھر سنت کا سب سے زیادہ جاننے والا ہے، پھر ہجرت میں پہل کرنے والا ہے، پھر

اسلام مں سبقت لے جانے والا ہے، پھران میں عمر دراز شخص ہے۔
[المغنی[۲/ ۱۷]

امام کے لئے مسنون ہے کہ وہ مریض عمر دراز اور ضرورت مند کی رعایت کرتے ہوئے اپنی نماز میں تخفیف سے کام لے.

مریض کی نماز

مریض کو اگر کھڑے ہونی کی طاقت ہوتو فرض نمازیں کھڑے ہوکر پڑھے، خواہ کسی دیوار، یا کسی لاٹھی کا سہارا ہی کیوں نہ لئے ہو، اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں ہے تو بیٹھ کر پڑھے، اور بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ چارزانو ہوکر بیٹھے، اگر بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا ہے تو پہلو کے بل لیٹ کر پڑھے، اور اگر ان میں سے کسی کی بھی استطاعت نہیں ہے تو پھر اپنی طاقت کے اعتبار سے پڑھے اگر چہ اپنی پیٹھ کے بل لیٹ کر ہی پڑھی، کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے؛

﴿ فَاتَّقُوْا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴾[التغابن:١٦]

ترجمہ: پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو.

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ﴾[البقرة:٢٨٦]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا.

اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنے سر سے اشارہ کرے، اور اگر اس کی بھی استطاعت نہیں ہے تو اپنی آنکھوں کے پلکوں سے اشارہ کرے اور اپنے دل سے نیت کرے[المغنی ٨١٣/٨]

اگر مریض کو ہر نماز اس کے وقت میں ادا کرنے میں دشواری ہو رہی ہو تو وہ ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازوں کو ان کے کسی وقت میں جمع کرے یعنی اکٹھی پڑھ لے، اور جمع تقدیم اور جمع تاخیر میں آسانی والے پہلو کو اپنانا ہی افضل ہے.

اگر مریض خود سے وضو نہ کر پا رہا ہو تو کوئی اور اسے وضو کرائے، اور اگر مریض کسی ایسی جگہ ہے جہاں اسے پانی اور مٹی میسر نہیں ہے اور نہ ہی اس کی

خاطر کوئی دوسرا ان میں سے کسی ایک چیز کو حاضر کرنے والا ہے تو وہ اپنی اسی حالت میں نماز پڑھ لے گا اور اس کے لئے نماز کا مؤخر کرنا جائز نہیں ہے

[فتاوی الشیخ ابن باز]

مریض جس طرح بھی قبلہ کا استقبال کر سکتا ہو اسے قبلہ رخ ہونا ہے، خواہ اپنے چہرہ کے ذریعہ یا اپنے پاؤں کے ذریعہ، اگر قبلہ رو ہونے سے قاصر ہے تو اسی حالت میں نماز کی ادائیگی کر لے.

نماز جمعہ

نماز جمعہ کا حکم

نماز جمعہ واجب اور فرض عین ہے، اور کتاب وسنت اور اجماع سے اس کی فرضیت ثابت ہے، اگر جمعہ کی نماز کسی عذر کی بنا پر فوت ہو جائے تو عوض کے طور پر ظہر کی نماز پڑھی جائے [کتاب الصلاۃ للمؤلف ۲۰۶]

جمعہ کی نماز کن پر واجب ہے؟

جمعہ کی نماز آٹھ شرطوں کے پائے جانے پر واجب ہے:

۱] اسلام

۲] بلوغت

۳] عقل

۴] ذکوریت

۵] آزاد ہونا

۶] مقیم ہونا

۷] جماعت کو ساقط کرنے والا عذر کوئی نہ پایا جانا

۸] جمعہ کی ادائیگی والی جگہ میں یا اس سے قریبی جگہ میں اقامت پذیر ہو

[المصدر السابق ۲۰۷]

نماز جمعہ کی مشروعیت کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ کی مشروعیت لوگوں پر اپنی عظیم نعمت کی یاد دہانی کے طور پر کی ہے اور اس میں خطبہ کو مشروع قرار دیا ہے، کیونکہ یہ خطبہ اس بات پر مشتمل ہوتا ہے کہ لوگوں کو یہ نعمتیں یاد دلائی جائیں اور ان احسانات کے

شکریہ پر ان کو آمادہ کیا جائے ،اور نماز جمعہ میں تعلیم و رہنمائی اور نصیحت و تذ کیر اور اللہ کے ساتھ تجدید عہد، اخوت و بھائی چارہ کے جذبہ کا احیاء اور اتحاد کی تاکید اور قوت وشوکت کا اظہار پایا جاتا ہے

[العبادۃ فی الاسلام للقرضاوی ۲۳۳].

جمعہ کے صحیح ہونے کی شرطیں

۱] وقت کا ہونا لہٰذا جمعہ کا وقت ہونے سے پہلے اور جمعہ کا وقت نکل جانے کے بعد جمعہ کی نماز اجماعی طور پر صحیح نہ مانی جائے گی

۲] جماعت لہٰذا تنہا شخص کی نماز جمعہ صحیح نہیں

۳] مقیم ہونا

۴] نماز جمعہ سے پہلے دو خطبوں کا ہونا

نمازعیدین

نمازعیدین کاحکم

علماء نے نمازعیدین کی مشروعیت پر اتفاق کے بعد نمازعیدین کے حکم کے بارے میں اختلاف کیا ہے، کچھ کا کہنا ہے کہ یہ فرض عین ہے، جب کہ کچھ علماء اسے فرض کفایہ قرار دیتے ہیں، اور بعض کا خیال ہے کہ یہ سنت مؤکدہ ہے اور ہر ایک گروہ کے دلائل فقہی کتابوں میں پائے جاتے ہیں. [کتاب الصلاۃللمؤلف ص۳۳۱]

نمازعیدکاوقت

اہل علم کا کہنا ہے کہ نمازعید کا وقت سورج کے ایک نیزہ کے بقدر بلند ہونے کے بعد سے لے کر زوال تک ہے کیونکہ چاشت سے پہلے نماز ادا کرنا حرام ہے اور ایک نیزہ کی بلندی تک سورج کے چڑھنے تک نماز کی ادائیگی مکروہ ہے.[المواعظ الحسنة صديق حسن خان ص ٤٣ ، ٤٤]

نمازعیدین کی ادائیگی کی جگہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی بنیاد پر شہر سے باہر عیدگاہ میں نمازعیدادا کرنا سنت ہے اگرعیدگاہ میں ادا کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو [المغنی ٢٦٠/٣]

نمازعیدین کےادا کرنے کا طریقہ

عیدین کی نماز دورکعت ہے، سبھی نمازوں کی طرح پہلی رکعت کے لئے تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کہے پھراس کے بعد چھ تکبیریں کہےاورسورہ فاتحہ اورسورہ اعلیٰ یا سورہ ق پڑھے ،قراء ت سے فارغ ہوکر اللہ اکبر کہے اوررکوع کرے، پھر جب وہ رکعت پوری کرلے تو سجدوں سے اٹھ کراللہ اکبر کہے پھر مسلسل پانچ تکبیریں کہے، جب تکبیریں مکمل کرلے تو سورۃ الفاتحہ اورسورہ الغاشیۃ پڑھے،اوراگرچاہےتو سورہ اَلْقَمَرْ پڑھے یہ بھی سنت ہے، اگرپہلی رکعت میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ پڑھےتودوسری رکعت میں ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةْ﴾ پڑھے،اوراگرپہلی رکعت میں ﴿ق

وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدْ ﴾ پڑھے تو دوسری رکعت میں ﴿ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرْ ﴾ پڑھے [زادالمعاد[١/٤٤٢، ٤٤٤]

نماز کسوف

سورج گرہن اور چاند گرہن اللہ کی نشانیوں میں سے دونشانیاں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوفزدہ کرتا ہے، تاکہ وہ ان کی جانب سے توبہ اور اپنی جانب رجوع کو دیکھے، اور یہ دونوں اللہ خالق کی مظاہر قدرت میں سے ہیں. اور واضح رہے کہ سورج گرہن اور چاند گرہن کسی کی حیات یا کسی کی موت سے واقع نہیں ہوا کرتے، بلکہ یہ تو لوگوں کے کمائے ہوئے گناہوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے ہوتے ہیں جو انہوں نے اللہ کی شان میں کئے.

سورج اور چاند گرہن کا طریقہ

دن اور رات میں (الصلاۃ جامعۃ) کے الفاظ سے ان نمازوں کو باجماعت ادا کرنے کے لئے ندا دی جائے. پھر امام اللہ اکبر کہے، اور سورہ فاتحہ اور ایک طویل سورت جہری آواز میں پڑھے، پھر ایک طویل رکوع کرے، پھر

رکوع سے سر اٹھائے اور سورہ فاتحہ پڑھے، پھر پہلی سورت کے مقابلہ میں ایک ہلکی سورت پڑھے، پھر پہلے رکوع سے ہلکا رکوع کرے، پھر سر اٹھائے، پھر دو طویل سجدے کرے، پہلا سجدہ دوسرے سے طویل کرے، پھر پہلی رکعت ہی کی طرح دوسری رکعت مکمل کرے، مگر دوسری رکعت پہلی رکعت کی بہ نسبت خفیف ہوگی [مختصر الفقہ الاسلامی [ص ۶۵]

نماز استسقاء

اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کے لئے اسے اس وقت مشروع قرار دیا ہے جب زمین خشک ہو جائے اور بارش رک جائے تو لوگ اس کی جانب متوجہ ہو جائیں، گریہ وزاری کریں اور اس سے بارش طلب کریں، اور یہ نماز جماعت کی شکل میں اور تنہا بھی ادا کی جا سکتی ہے، اور نماز جمعہ کے خطبہ میں دعا بھی سنت ہے ہے، اور یہ سب کچھ اس بات کی دلیل ہے کہ اولاد آدم اپنے رب کے محتاج اور ضرورت مند ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللّٰهِ وَ اللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ﴾[فاطر:١٥]

ترجمہ: اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے.

نماز استسقاء کا حکم

یہ سنت مؤکدہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور آپ کے خلفائے راشدین کے عمل سے ثابت ہے اور اس کی مشروعیت پر مسلمانوں کا اجماع ہے. [کتاب الصلاۃ للمؤلف ص ۳۵۴]

نماز استسقاء کی ادائیگی کا طریقہ

نماز استسقاء پڑھنے کا طریقہ عیدین کی نماز کی طرح ہی ہے کہ یہ بھی دو رکعت ہے، یہ بھی عیدگاہ میں پڑھی جاتی ہے، اس میں قراءت بلند آواز سے ہوتی ہے اور یہ نماز بھی خطبہ سے قبل ادا کی جاتی ہے وغیرہ وغیرہ.

نفل نماز

اللہ تعالیٰ کی یک حکمت اور رحمت یہ ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے لئے

نفل نمازیں مشروع کی ہیں اور ہر فرض عبادت کے لئے اس کی قبیل سے ایک نفل متعین کیا ہے، تا کہ ان سے فرائض میں واقع شدہ کمی کی تلافی ہو سکے.

اور نفلی نماز کوئی واجب نہیں کہ مکلّف سے اس کے کرنے کا مطالبہ کیا جائے بلکہ یہ اس کی نیکی میں اضافہ کیلئے ہے.

نفلی نمازیں دو طرح کی ہیں

سنن مؤکدہ اور سنن غیر مؤکدہ

سنن مؤکدہ وہ ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالتِ حضر میں ہمیشہ کیا ہے اور اس کے کرنے کی ترغیب دی ہے، مگر بسا اوقات اسے ترک کر دیا کرتے تھے، وہ یہ ہیں ظہر سے پہلے چار رکعتیں، اسکے بعد دو رکعت، مغرب کے بعد دو رکعتیں، عشاء کے بعد دو رکعتیں اور فجر سے قبل دو رکعتیں.

اور جہاں تک بات سنن غیر مؤکدہ کی ہے تو اس سے مراد وہ نمازیں ہیں جن کو نبی کریم بسا وقات پڑھا کرتے تھے، مگر عموما انہیں ترک کر دیا کرتے تھے،

وہ یہ ہیں عصر سے پہلے دو یا چار رکعتیں، مغرب سے قبل دو رکعتیں، اور عشاء سے قبل دو رکعتیں.

نماز جنازہ

نماز جنازہ کی مشروعیت

اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ کو مسلمانوں کی ان روحوں کی تکریم کے طور پر مشروع قرار دیا ہے جو روحیں دار العمل سے دار الحساب کی جانب منتقل ہو چکی ہیں، اور یہ ایک عظیم شعار ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں پر احسان کیا ہے، اور یہ ان کے آپسی محبتوں کی ایک دلیل ہے، کیونکہ یہ بھائی چارگی کے بلند معانی پر مشتمل ہے، اس میں ایک مسلمان کی جانب سے اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لئے غائبانہ طور پر دعا پائی جاتی ہے اور اس میں دفنائے جانے تک اس کے جنازہ کا ساتھ ہے جو کہ دینی ارتباط کی قوت کی ایک دلیل ہے، کتنا ہی بہتر یہ شعار ہے اور کتنا ہی عظیم شعار ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ مسلم اموات پر رحم

فرمائے، بے شک وہ سننے والا اور قریب ہے.

نماز جنازہ کا حکم

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، اگر اسے کچھ لوگ انجام دے لیتے ہیں تو باقی لوگوں سے گناہ ساقط ہو جاتا ہے، کیونکہ یہ آپ کے فعل سے ثابت ہے اور اسی طرح آپ کے قول سے ثابت ہے[المغنی[۲/۳۴۴]

نماز جنازہ کی شرطیں

نماز جنازہ کی شرطیں وہی ہیں جو فرض نمازوں کی شرطیں ہیں: جیسے نیت، مکلّف ہونا، قبلہ کا استقبال، ستر پوشی اور کپڑے اور جسم اور جگہ اور نمازی کا صاحب اسلام ہونا.

اور میت کے لئے اس کا اسلام اور اس کا طاہر ہونا شرط ہے، اور ایسے ہی اس کا نمازی کے سامنے حاضر کرنا شرط ہے اگر میت اسی شہر میں ہو.

نماز جنازہ کے ارکان

۱] قدرت اگر ہے تو کھڑے ہو کر جنازہ کی نماز پڑھنا

۲] چار تکبیریں

۳] پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھنا

۴] دوسری تکبیر کے بعد نبی کے اوپر درود بھیجنا

۵] تیسری تکبیر کے بعد میت کے حق میں دعا کرنا

۶] ارکان میں ترتیب کا خیال رکھنا

۷] چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرنا

نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ

امام مرد میت کے سرہانے اور عورت میت کی کمر کے پاس کھڑا ہو، پھر مقتدی اس کے پیچھے صف بندی کریں، امام پہلی تکبیر کہے، سورہ فاتحہ پڑھے، پھر دوسری تکبیر کہے، اور درود پڑھے، پھر تیسری تکبیر کہے، اور میت کے حق میں اور اپنے لئے اور والدین کے لئے اور مسلمانوں کے لئے دعا کرے، پھر چوتھی تکبیر کہے اور تھوڑا سا ٹھہرا رہے، پھر اپنی دائیں جانب سلام پھیر دے.

نماز جنازہ کے متعلق بعض اہم مسائل:

[۱] جس کی کوئی تکبیر چھوٹ جائے تو اس کی قضا اسی صورت پر کرے، اور اگر امام کے ساتھ اس کی قضا نہ بھی کرے تو اس کی نماز صحیح مانی جائے گی

[۲] اگر مسلمانوں اور کافروں کے جنازے گڈ مڈ ہوں تو سبھی کی نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے، مگر نیت مسلمانوں کے جنازہ کی کرے گا

[۳] ماں کے پیٹ میں جو بچہ فوت ہو جائے اگر اس کی عمر چار ماہ کی ہو چکی ہو تو اس کے مرنے کے بعد اسے غسل دیا جائیگا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی

[۴] جس میت کو غسل دینا اس کے جل جانے یا اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کی وجہ سے دشوار ہو جائے تو غسل کے بغیر ہی میت کے بعض حصوں پر نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے

[۵] جس کو بغیر نماز جنازہ پڑھے ہی دفن کر دیا گیا ہے تو بعد میں اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی.

زکاۃ

زکاۃ کی تعریف

مخصوص مال میں مخصوص لوگوں کا وہ واجبی حق ہے جس کی ادائیگی مخصوص وقت میں کی جاتی ہے، تاکہ اللہ کی رضا حاصل کی جاسکے اور نفس و مال اور معاشرہ کو پاک وصاف کیا جاسکے [کتاب الزکاۃ للمؤلف ص ۱۱]

زکاۃ کی اہمیت اور اس کی مشروعیت کی حکمت

اسلام میں زکاۃ کی کافی اہمیت ہے، اس کی مشروعیت کی حکمتیں اس کی اہمیت کی واضح دلیل ہیں، اسی لئے ہم اس کی مشروعیت کی کچھ حکمتیں ذکر کریں گے جس سے ان حکمتوں پر غور کرنے والے کو اس رکن عظیم کی اہمیت کا پتہ چلے گا.

زکاۃ کی مشروعیت کی کچھ حکمتیں:

۱] بخالت وکنجوسی اور لالچ وہوس کی رذالت سے طبیعت انسانی کا پاک ہونا

۲] فقیروں کی غمخواری اور تنگدستوں ومحتاجوں اور ضرورت مندوں کی

ضروریات کی تکمیل

۳] ان عام مصالح کا قیام جن پر امت کی بقاوسعادت کا دارومدار ہے

۴] تاجروں و پیشہ وروں اور مالداروں کی ذخیرہ اندوزی پر کنٹرول کرنا، تاکہ مخصوص قسم کے لوگوں یا مالدراوں کے بیچ ہی یہ مال محصور ہوکر نہ رہ جائیں

۵] زکاۃ کی وجہ سے مسلم معاشرہ ایک خاندان کی مانند ہوجاتا ہے کہ طاقتور کمزور پراور مالدار تنگ دست کےاوپر خرچ کرتا ہے

۶] مالداروں کے خلافقیروں کے حسد کی حرارت کو بجھاتا ہے

۷] مالی جرائم پرروک لگاتا ہے جیسے چوری، ڈاکہ زنی وغیرہ

۸] اس سے مال میں افزائش ہوتی ہے

۹] بھلائیوں کےفروغ پانے کا سبب ہے. [منہاج المسلم ص ۳۶۷]

زکاۃ کی فرضیت کے دلائل

کتاب وسنت کےنصوص کئ ہیں جو زکاۃ کی فرضیت پر واضح طور پر دلالت

کرتے ہیں اور نبی کریم [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ یہ اسلام کے مضبوط ستنوں میں سے ایک ہے جن پر اسلام کا دارومدار ہے، اسی لئے یہ اس دین کا تیسرا رکن ہے، یہاں اس کی فرضیت کی کچھ دلیلیں ذکر کی جارہی ہیں:

قرآن سے اس کے دلائل

﴿وَاَقِيْمُوْا الصَّلَاه وَ آتُوْا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنْ﴾[البقرة:٤٣]

ترجمہ: اور نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو.

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے؛

﴿ وَاَقِيْمُوْا الصَّلَاةَ وَ آتُوْا الزَّكَاة وَمَا تُقَدِّمُوْا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهْ ﴾[البقرة:١١٠]

ترجمہ: تم نمازیں قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہا کرو اور جو کچھ بھلائی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے سب کچھ اللہ کے پاس پالو گے.

اوراللہ تعالیٰ کا فرمان ہے؛

﴿ فَإِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوْا الصَّلَاةَ وَ آتُوْا الزَّكَاة فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ﴾[التوبة:۵]

ترجمہ: ہاں اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو تم ان کی راہیں چھوڑ

احادیث سے اس کے دلائل

ا] مشہور حدیث جبریل جس میں ہے کہ اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرو، زکاۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور اگر حج بیت اللہ کی استطاعت ہے تو حج کرو[بخاری ا/۱۵]

۲] ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں کے اوپر ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور

جس کو حج بیت اللہ کی استطاعت ہے وہ اس کا حج کرے. [بخاری ۱/ ۸]

کتاب وسنت کے یہ چند نصوص ہیں جن کی دلالت انتہائی واضح ہے کہ زکاۃ اسلام کا ایک رکن اور اس کے ان ستونوں میں سے ایک ہے، جن ستونوں کے بغیر اسلام کا قیام ہی نہیں ہوسکتا [انظر کتاب الزکاۃ للمؤلف ص ۳۴،۳۵]

زکاۃ اور ٹیکس کے کافرق

۱] زکاۃ کی ادائیگی تقرب الٰہی کی نیت سے کی جاتی ہے جب کہ ٹیکس ایک سماجی جبر واکراہ ہے

۲] زکاۃ ایک حق ہے جسے شریعت نے متعین کیا ہے جب کہ ٹیکس کا معاملہ ایسا نہیں ہے، حاکم اس کی تعیین کرتا ہے، مصلحت کا اعتبار کرتے ہوئے حالات وظروف کی رعایت کرتے ہوئے اس میں تبدیلی [کمی وزیادتی] کرتا رہتا ہے

۳] زکاۃ کو ان شرعی مصاریف میں بانٹا جاتا ہے جن کو اللہ نے محدد کیا ہے

اور ٹیکس حکومت کے خزانہ میں جمع کی جاتی ہے اور اس کے مختلف شعبوں میں اسے خرچ کیا جاتا ہے

۴] زکاۃ کا فریضہ باقی رہنے والا ہے جب تک کہ روئے زمین کے پر اسلام اور مسلمان باقی ہیں جب کہ ٹیکس کو دوام و بقا حاصل نہیں ہے [کتاب الزکاۃ للمؤلف ص ۵۷]

کیا ٹیکس ادا کر دینے کی صورت میں زکاۃ نہ دی جائے ؟

واضح رہے کہ ٹیکس کی ادائیگی کسی بھی صورت میں زکاۃ سے بے نیاز نہیں کر سکتی، کیونکہ اگر ہم نے اس کے اوپر کفایت کا حکم لگا دیا تو معنیٰ یہ ہوا کہ ہم نے زکاۃ جیسے رکن پر سزائے موت نافذ کر دی، لہٰذا مطلق طور پر یہ جائز نہیں کہ ٹیکس زکاۃ کے قائم مقام ہو سکے کیونکہ زکاۃ کو اس کے صرف خاص مصاریف میں ہی خرچ کرنا ہے، اور زکاۃ اپنی محصولی اور فرضیت اور یہ کن پر واجب ہے وغیرہ وغیرہ ان سبھی امور میں خاص قیود کی پابند ہے.

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ٹیکس زکاۃ کے قائم مقام نہیں ہے، یہی اہل علم محققین کی

رائے ہے [فتاوی ابن تیمیۃ ۲۵/۹۳]، اور اس لئے بھی کہ زکاۃ اللہ کی شریعت سازی ہے اور ٹیکس انسان کی طرف سے بنایا ہوا نظام ہے.

زکاۃ کی شرطیں

۱]اسلام ۲]مکلّف ہونا ۳]حریت ۴]نیت

مال سے متعلق زکاۃ کی شرطیں:

۱]مال مکمل طور پر ملکیت میں ہونا

۲]مال میں افزائش کا ہوتے رہنا

۳]مال کا نصاب تک پہونچ جانا

۴]مال کے اوپر ایک برس کی مدت کا گزر جانا

۵]مال بنیادی ضروریات سے زائد ہو [کتاب الزکاۃ للمؤلف ص۶۳]

زکاۃ ادا نہ کرنے والا کا حکم

زکاۃ نہ ادا کرنے والے کی دو حالتیں ہو سکتی ہیں:

ایک تو یہ کہ یہ شخص زکاۃ کے وجوب وفرضیت کا منکر ہو، اور اس کی دو صورتیں

ہوسکتی ہیں:

پہلی صورت یہ کہ یہ شخص نومسلم ہو یا پھر دیہاتی باشندہ ہو جو اس کی فرضیت سے ناواقف ہو، تو ایسے شخص پر بغیر حجت قائم کئے کفر کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، بلکہ اس کو اس کے وجوب کے متعلق خبردار کیا جائیگا پھر جبراً اس سے زکاۃ وصول کی جائے گی، اب اگر یہ سب کچھ ہو جانے کے باوجود بھی اس کا انکار کرتا ہے تو اس کے اوپر کفر کا فتویٰ لگایا جائیگا اور جب تک زکاۃ صول نہیں کر لی جاتی اس وقت تک اس سے قتال کیا جائیگا.

دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ یہ شخص اسلامی حکومت میں رہتا ہو اور زکاۃ کا معاملہ اس سے مخفی نہ ہو تو ایسی صورت میں اس شخص سے زکاۃ نہ ادا کرنے پر قتال کیا جائے گا اور اس پر کفر کا فتویٰ صادر کیا جائے گا.

دوسری حالت یہ ہے کہ ایک شخص بخالت کے طور پر زکاۃ نہیں ادا کر رہا ہے جب کہ وہ اس کی فرضیت کا اعتراف کر رہا ہے، تو ایسے شخص کے اوپر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جائیگا، بلکہ جبری طور پر اس سے زکاۃ وصول کی جائیگی اور حاکم

اپنی صوابدید سے اسے سزا دے گا، یہ سب کچھ اس وقت ہوگا جب امام عادل ہواور زکاۃ کو اس کے شرعی مصاریف میں خرچ کرتا ہواور اتنی ہی زکاۃ لیتا ہو جتنی زکاۃ واجب ہوئی ہے، اور اگر امام ظالم ہے تو اسے سزا نہیں دی جائے گی بلکہ صرف زکاۃ وصول کی جائیگی.

[المغنی ۲/ ۴۳۵، کتاب الزکاۃ للمؤلف ص ۷۵،۷۶]

کن چیزوں میں زکوٰۃ واجب ہے؟

زکاۃ چار چیزوں میں واجب ہوتی ہے:

۱] سونے اور چاندی میں اوران چیزوں میں جو ان کے قائم مقام ہیں

سونے کی زکاۃ کے متعلق شرط یہ ہے کہ اس پر ایک برس کا عرصہ گزر چکا ہو، اور مال ،نصاب کو پہونچا ہو، سونے کا نصاب بیس دینار ہے،اوراس میں ڈھائی فیصد زکوٰۃ واجب ہے،لہٰذا ہر بیس دینار میں نصف دینار زکاۃ ہے، اوراسی حساب سے کم وبیش دیناروں میں زکاۃ واجب ہے.

اور میری تحقیق کے مطابق بیس دینار (۷۰) گرام سونے کے برابر ہے،لہٰذا

اس میں زکاۃ پونے دوگرام (۱.۷۵) زکاۃ نکالنی واجب ہے.

چاندی کی شرط یہ ہے کہ اس پر ایک سال کی مدت گزر چکی ہو اور وہ نصاب کو پہونچا ہو، اور اس کا نصاب پانچ اوقیہ ہے اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے ،لہٰذا اس کا نصاب دوسو درہم ٹھہرا اور اس میں سونے کی طرح واجب ہے، یعنی دوسو درہم میں پانچ درہم ہے.

میری تحقیق کے مطابق چاندی کا نصاب گرام کے اعتبار سے (۴۶۰) گرام ہے اور اس میں ڈھائی فیصد ساڑھے گیارہ گرام ہے.

کرنسی میں سونے اور چاندی کی زکاۃ

اگر کسی مسلمان کے پاس سونا اور چاندی ہو اور وہ اس کی زکاۃ رائج کرنسی میں نکالنا چاہتا ہو تو وہ ذیل کے امور کو مدنظر رکھے:

۱] اس کے اوپر زکاۃ واجب ہوتے وقت سونے اور چاندی فی گرام کی قیمت دریافت کرے

۲] جتنے گرام سونا اور چاندی اس کے پاس ہے اس میں سے ڈھائی فیصد کی

قیمت نکالے.

کرنسی کا نصاب

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جس کے پاس سونا اور چاندی نہیں ہے اسے زکاۃ نہیں دینی ہے کیونکہ شرعی نصوص اسی سے متعلق وارد ہیں، ہم اس سے کہیں گے کہ یہ خیال غلط ہے، بلکہ ہر وہ شخص جس کے پاس ۷۰ گرام سونا یا ۴۶۰ گرام چاندی کے برابر کرنسی ہے اس کے اوپر زکاۃ واجب ہے، لہٰذا وہ ہر سو میں سے ڈھائی فیصد زکاۃ نکالے.

۲] چوپایوں کی زکاۃ

چوپایوں سے مراد اونٹ، گائے، بکرے اور بکریاں ہیں.

چوپایوں کی زکاۃ کی شرطیں

۱] یہ جانور نصاب کو پہونچے ہوں، اونٹ کا نصاب پانچ، بکری کا نصاب چالیس اور گائے کا نصاب تیس عدد ہے، اس سے کم میں زکاۃ نہیں ہے

۲] مالک کی ملکیت میں رہتے ہوئے ان جانوروں کے اوپر ایک برس گزر

چکا ہو

۳] جانور چر کر پیٹ بھرنے والے ہوں یعنی سال کے اکثر دنوں میں کھلی جگہوں میں چر کر شکم سیر ہوتے ہوں

۴] یہ کام کرنے کے لئے نہ رکھے گئے ہوں یعنی ان کا مالک ان سے کھیتی وغیرہ کا کام نہ لیتا ہو. [کتاب الزکاۃ للمؤلف ص ۸۱]

۳] سامان تجارت

اس سے مراد ہر وہ سامان ہے جس کو فائدہ کی غرض سے خرید وفروخت کے لئے رکھا گیا ہو۔

سامان تجارت کی شرطیں

۱] اس سامان پر مکمل ملکیت ہو

۲] سامان تجارت نصاب کو پہونچا ہو اور اس کی قیمت کا اندازہ سونا، چاندی یا کرنسی میں سے کسی ایک سے لگایا جائے گا

۳] اس سامان پر ایک برس گزر چکا ہو

سامان تجارت میں واجبی مقدار

اس میں ڈھائی فیصد زکوٰۃ نکالنا واجب ہے

سامان تجارت کی قسمیں

تجارتی سامان دو قسم کے ہیں:

[١] رائج سامان تجارت جو کہ فروخت کئے جاتے ہیں اور جس کی قیمت کے چڑھ جانے کا انتظار نہیں کیا جاتا ہے

[٢] غیر رائج سامان تجارت: جس سامان کی قیمت چڑھ جانے کا انتظار کیا جاتا ہے

پہلی قسم کے سامان کی زکاۃ گزشتہ معلومات کی روشنی میں نکالی جائے گی، اور اگر دوسری قسم کا سامان ہو تو اس کی زکاۃ اس کے فروخت کئے جانے والے دن نکالی جائیگی اگر چہ قیمت چڑھ جانے کے انتظار میں اس کے یہاں کئی برس تک وہ سامان رہ گیا ہو.

۴] غلہ جات اور پھلوں میں زکاۃ

گیہوں، جو، کشمش، کھجور میں زکاۃ واجب ہے اوران چاروں کے علاوہ کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے جمہور اہل علم ان چار کے علاوہ دیگر غلہ جات میں بھی زکاۃ کو واجب قرار دیتے ہیں.

اور ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جن کی ذخیرہ اندوزی کی جاتی ہے ان میں زکاۃ ہے، اور جن کو ذخیرہ نہ کیا جاتا ہوان میں زکاۃ واجب نہیں ہے. [کتاب الزکاۃ للمؤلف ص ۹۷].

نصاب زکاۃ

ان کا نصاب پانچ وسق یا اس سے زائد ہے اس سے کم میں زکاۃ نہیں ہے، اس کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: پانچ وسق سے کم کھجور میں زکاۃ نہیں ہے اور یہ (٦٧٥) کیلوگرام کے مساوی ہے [مسلم ۲/ ٦٧]

ایک تنبیہ

ا] دانہ اور پھل کی شرط یہ ہے کہ وہ پک چکے ہوں یعنی پھل زرد پڑ چکا ہو یا

سرخ ہو چکا ہو، اور دانہ جدا ہو چکا ہو اور انگور اور زیتون عمدہ ہو چکے ہوں
۲]اگر اناج اور پھل بغیر کسی مشقت کے زمین کے پانی سے سیراب کئے گئے ہوں، یا ان کو نہروں اور چشموں کے پانی سے سینچا گیا ہو تو ان میں دسواں حصہ زکاۃ ہے، اور اگر ان کو مشقت کے ساتھ جیسے ڈول یا بورویل وغیرہ کے ذریعہ سینچا گیا ہو تو ان میں زکاۃ بیسواں حصہ زکوٰۃ ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جس کھیتی کو آسمان کی بارش، یا چشمے سیراب کریں، یا ان سے ان کی سیرابی [سینچائی] ہوئی ہو تو ان کی زکاۃ دسواں حصہ ہے اور جن کو رہٹ کے ذریعہ سینچا گیا ہو ان کی زکاۃ بیسواں حصہ ہے [البخاری ۲/۱۰۷]
۳]جن کی سیرابی کبھی بارش کے پانی سے اور کبھی کسی اور طریقہ سے کی گئی ہو تو ان میں دسویں اور بیسویں حصہ کے بیچ کی زکاۃ واجب ہے [المغنی ۲/۵۵۹]

عام مسائل

پہلا مسئلہ

جس نے کسی غیر تنگدست کو قرض دیا وہ قرض وصول کرنے پر گزشتہ سبھی سالوں کی زکاۃ نکالے گا جب کہ بہتر ہے کہ وصول ہونے سے پہلے ہی ان کی زکاۃ نکال دے، اور اگر اس نے کسی تنگ دست کو قرض دیا تھا تو سال گزر جانے پر اور اس مال کے وصول ہوجانے پر ایک ہی سال کی زکاۃ نکالے گا [مختصر الفقہ الاسلامی ص۷۹]

دوسرا مسئلہ

وہ اوقاف جن کا دار و مدار عموماً رفاہ عامہ کے امور سے ہے جیسے مدرسے ارو مسجدیں وغیرہ تو ان اموال میں زکاۃ نہیں ہے

تیسرا مسئلہ

گھر گاڑیاں اور اس قسم کے دیگر ایسے سامان جن کو تجارت کی خاطر تیار کیا گیا ہو، سال گزر جانے پر ان کی قیمت کا اندازہ لگایا جائے اور ڈھائی فیصد کے

حساب سے ان کی زکاۃ نکالی جائے اور اگر ان کو کرایہ کے لئے رکھا گیا ہے تو سال گزر جانے پر صرف کرایہ کے اوپر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکاۃ نکالی جائے۔[المصدر السابق ص ۷۹]

چوتھا مسئلہ

ظاہری اموال (چوپاے، اناج اور پھلوں) میں قرض ہونا زکاۃ سے مانع نہیں ہے[المصدر السابق ص ۷۹]

پانچواں مسئلہ

جو شخص اپنی زکاۃ نکالنے سے قبل ہی وفات پا گیا تو اس کے ورثہ اس کا ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے ہی اس سے زکاۃ نکالیں [المغنی ۲/۴۶۶]

چھٹا مسئلہ

جس کے پاس کچھ سونا ہے جو نصاب کو نہیں پہونچا، ایسے ہی کچھ چاندی ہے جو نصاب کو نہیں پہونچی، تو ان دونوں کو آپس میں ملانے سے اگر یہ نصاب کو پہونچ جاتے ہیں، تو ان میں سے ہر ایک کی زکوٰۃ اسی کے حساب سے

نکالے، اگر دونوں میں سے کسی ایک کا اعتبار کرتے ہوئے نکال دے تو بھی کافی ہے، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ دونوں کو اکٹھا نہیں کیا جائے گا اور یہ رائے ہمارے شیخ محمد بن صالح العثیمین کی ہے [المغنی ۲/۶۰۳، ۶۰۴] الممتع فی شرح زاد المستقنع [۶/ ۱۰۷، ۱۰۸]

ساتواں مسئلہ

رکاز کے متعلق ہے، یہاں رکاز سے مراد جاہلیت میں دفن کئے گئے اموال ہیں، لہذا جس شخص کو اپنے گھر میں زمانہ جاہلیت میں دفن کئے گئے مالوں میں سے کچھ مال حاصل ہو، اس پر واجب ہے کہ اس کا پانچواں حصہ بطور زکاۃ فقیروں و مسکینوں کو دے [المغنی ۲/ ۵۸۵] کیونکہ آپ کا فرمان ہے کہ رکاز میں پانچواں حصہ ہے [اخرجہ البخاری ۱۴۴۹]

آٹھواں مسئلہ

کیا رکاز میں نصاب تک پہونچنے یا سال گزرنے کی شرط ہے؟

دلائل سے جس بات کی تقویت ہوتی ہے اس اعتبار سے صحیح قول یہ ہے کہ

دیگر زکاتوں کی مانند نصاب کا اعتبار کیا جائے گا اور سال گزرنے کا اعتبار نہ کیا جائیگا، کیونکہ یہ ایک ہی وقت میں یہ مال حاصل ہونے کی وجہ سے یہ گویا کھیتیوں اور پھلوں کی مانند ٹھہرا[المغنی ۲/٦۰۴]

نواں مسئلہ

شیرز اور سندات میں زکاۃ

شیرز کا مطلب وہ مالی حقوق ہیں جس میں لوگوں کی ملکیت کمپنیوں کے تحت ہوتی ہے اور یہ لوگ ان کمپنیوں کے نفع سے فائدہ اٹھاتے ہیں.

سندات کا مطلب وہ عہد نامہ ہے جو مخصوص جہت سے اس نیت سے تحریر کیا جاے کہ فلاں مخصوص تاریخ میں قرضہ کی متعینہ مقدار متوقع فائدہ کے نتیجہ میں ادا کی جائے.

شیرز کی زکاۃ

شیرز کا معاملہ کرنے والے کو دو اختیارات حاصل ہیں:

۱]اسے اختیار ہے کہ وہ ہر سال اپنی اصل پونجی کی زکاۃ نکالے، اور جب

اسے فائدہ ملے تو گزشتہ سالوں یا صرف ایک سال گزشتہ کی زکاۃ نکالے، اہل علم کا اس تعلق سے اختلاف ہے.

۲] ہر سال کے شروع میں اپنے شیرز کی قیمت کے بارے میں اس کمپنی ہولڈر سے پوچھے جس میں اس نے شرکت کی ہے، یا تجربہ کاروں سے اس کی بابت پوچھے اور جیسا یہ لوگ کہیں اس کے حساب سے ان کی زکاۃ نکالے، خواہ اسے فائدہ ہوا ہو یا نقصان ہوا ہو.

اوران کی زکاۃ سونے اور چاندی کی زکاۃ کی مانند ڈھائی فاصد ہے جب وہ نصاب کو پہنچ جائے [کتاب الزکوۃ للمؤلف ص ۱۰٦]

سندات کی زکاۃ

ہم بتا چکے ہیں کہ سندات کا مطلب وہ قرضے ہیں جنہیں تاخیر سے چکایا جاتا ہے اس کا اعتبار کرتے ہوئے ان کی زکاۃ قرض کی زکاۃ کی طرح ہوگی، یعنی اگر اس نے یہ قرضے کسی خوش حال کو دے رکھے ہیں تو سال گزر جانے پر ان کی زکاۃ اپنے پاس موجود مال کی طرح نکال دے، اور اگر اس نے یہ

قرضے تنگدستوں کو دے رکھے ہیں تو ان کی وصولی ہو جانے پر تمام گزشتہ سالوں کی زکاۃ، یا دوسرے قول کے حساب سے صرف اک سال کی زکاۃ نکالے.

دسواں مسئلہ: مال مستفاد

اس سے مراد وہ مال ہے جو کسی تجارت کے نفع یا کسی جانور کی افزائش کے نتیجہ میں حاصل ہوا ہو، تو ایسے مال کی زکاۃ اس کی اصل کی زکاۃ کے ساتھ نکالی جائے گی اور اس میں سال کے گزرنے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا.

اور اگر مال مستفاد کا تعلق تجارتی نفع یا افزائش نسل سے نہیں ہے تو کامل نصاب تک پہونچنے تک انتظار کرے، پھر زکاۃ نکالے، لہذا جس کسی کو مال عطا کیا گیا، یا اسے وراثت میں وہ مال ملا تو اس پر سال گزرنے سے سے قبل زکاۃ نہیں ہے.

گیارہواں مسئلہ: کیا فوری طور پر زکاۃ نکالنی واجب ہے؟

راجح قول یہی ہے کہ فوری طور پر نکالنی واجب ہے، جب یہ نصاب کو پہونچ

جائے اوراس پر سال گزر جائے کیونکہ امر میں اصل فی الفوراانجام دینا ہے.
مگراسے کسی مصلحت کے پیش نظر مؤخر کرنا جائز ہے اگراس میں کسی قسم کا ضرر نہ ہومثال کے طور پر رمضان میں زکاۃ کثرت سے نکالی جاتی ہے اور اکثر فقراء مالدار بن جاتے ہیں،لیکن اگر رمضان سردی کے موسم میں نہ ہوتو اس میں زکاۃ نکالنے والے کم ہوا کرتے ہیں جب کہ فقیروں کو اس میں اشد ضرورت ہوا کرتی ہے،اسی بنیاد پرکسی مصلحت کے پیش نظر اس کو تاخیر سے نکالنا جائز ہے،مگر واضح رہے کہ اس کے لئے دو شرطیں ہیں:

ا] اپنے مال سے اس کو الگ کردے

۲] اس کے لئے کوئی دستاویز تیار کرے جس میں اس کی وضاحت ہو

اور زکاۃ کے مستحقین کی معرفت کی خاطر بھی زکاۃ کو تاخیر سے نکالنا جائز ہے تا کہ ہمارے اس موجودہ دور میں امانت ضائع نہ ہو [الممتع فی شرح زاد المستقنع [٦/١٨٩،١٩٠]

زکاۃ کے مصارف

مصارف زکاۃ کا مطلب یہ ہے کہ زکاۃ کن کے لئے خرچ کی جائے اور دوسرا مفہوم یہ ہے اس کے مستحقین کون ہیں. اللہ تعالی نے اس کے مستحقین کی وضاحت فرمائی ہے اور اسے درج ذیل صرف آٹھ مصارف میں خاص کیا ہے:

۱]فقراء ۲]مساکین ۳]زکاۃ کی وصولی کرنے والے ۴]جن کے دل پر چائے جاتے ہوں ۵]گردن آزاد کرانے میں ۶]قرض دار ۷]اللہ کے راستہ میں ۸]مسافر

فقراء

فقیر سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو، دوسرا قول یہ ہے کہ جس کے پاس تھوڑا مال ہو مگر گزرانِ معیشت کے لئے نا کافی ہو.

اور نا کافی ہونے سے مراد تنہا ایک شخص کے لے نہیں، بلکہ اس سے مراد پورے اہل خانہ کے لئے نا کافی ہو، صرف کھانا پینا رہائش اور لباس نہیں، بلکہ

اس مراد بے نیازی ہے، مثال کے طور پر اگر کسی انسان کو شادی کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے پاس کھانے پینے، پہننے اور رہائش کی وسعت ہے، مگر مہر کی ادائیگی کے لئے مال نہیں ہے تو اس کو زکاۃ دی جاسکتی ہے، اگر چہ یہ زیادہ مقدار میں ہی ہو۔ [الممتع ٦/ ٢٢٠]

فقیر کے متعلق ایک مسئلہ

ایک ایسا شخص جو کمائی کر سکتا ہے مگر اس کے پاس مال نہیں ہے اور وہ طلبِ علم کے لئے پورے طور پر فارغ ہونا چاہتا ہے تو کیا اسے زکاۃ دی جائے گی؟

جی ہاں! اسے زکوٰۃ دی جائے گی، کیونکہ طلب علم کا تعلق جہاد فی سبیل اللہ سے ہے [الاختیارات لابن تیمیۃ ص ۱۰۵]

مساکین

مسکین سے مراد وہ شخص ہے جس کا معاملہ فقیر سے کچھ بہتر ہو مگر اس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اس کی گزران معیشت کے لئے کافی ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فرمان میں اس کی وضاحت فرمائی کہ مسکین وہ نہیں ہے جو

لوگوں کے یہاں دردر بھٹکتا ہے اور ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوروں کی خاطر وہ چکر لگاتا ہے، مگر مسکین وہ شخص ہے جس کے پاس بے نیاز کر دینے والا مال نہ ہو اور (اس کی ظاہری وضع قطع کو دیکھ کر) اسے سمجھا نہ جاسکے کہ اس کے اوپر صدقہ کیا جاسکتا ہے اور وہ لوگوں سے سوال بھی نہیں کیا کرتا [البخاری ۵۳/۲، مسلم باب الزکاۃ ۳۴/۱۱۲]

زکاۃ کی وصولی کرنے والے

اس سے مراد ایسے لوگ ہیں جن کو امام (حاکم) صدقہ کی وصولی کے لئے روانہ کرتا ہے، لہٰذا ان کو اور ان کے معاونین کو ان کی روانگی کے وقت سے لے کر ان کی واپسی تک کے وقت کے لئے اتنا دیا جائے جو ان کو کفایت کر جائے، ان کو ان کے کام کی مزدوری دی جائے، اگرچہ یہ مالدار ہوں اور ضرورت مند نہ ہوں.

مؤلفۃ القلوب

اس سے مراد وہ سرداران ہیں جن کے قبیلوں میں ان کی بات مانی جاتی ہے،

لہذا تین امور کے پیش نظر ان کو زکاۃ سے مال دیا جا سکتا ہے:

۱] اگر کافر ہے اور اس کے مشرف با سلام ہونے کی امید ہو، اگر اس کے اسلام لانے کی امید نہ ہو تو اسے زکاۃ نہ دی جائے اور اسلام لانے والے کی پہچان کچھ قرائن سے کی جا سکتی ہے، جیسے کہ مسلمانوں کی جانب مائل ہونا اسلام سے متعلق کتابوں وغیرہ کا مطالبہ کرنا.

۲] اس کی شرارتوں سے باز آنے کی امید ہو یعنی وہ مسلمانوں کے خلاف اور ان کی عزت و مال کے خلاف شر انگیزیاں کرتا ہو تو اسے زکاۃ دی جائے گی کہ وہ فتنہ وفساد سے باز آ جائے

۳] اس کو زکاۃ دینے سے اس کی قوتِ ایمانی کی امید ہو، مثلاً یہ کہ کوئی شخص کمزور عقیدہ کا ہو اور بعض واجبات کی ادائیگی میں غفلت برتتا ہو تو اسے زکاۃ دی جائے گی، تا کہ اس کا ایمان مضبوط ہو سکے

گردن چھڑانے میں

اس کی درج ذیل قسمیں ہیں:

۱] مکاتب اوراس سے مراد وہ غلام ہیں جنہوں نے اپنے آقاؤں سے اپنی آزادی کا معاملہ کیا ہوا ہے تو ان کو زکاۃ دی جائے گی تا کہ وہ اس کے بعد آزاد ہوسکے

۲] یہ کہ وہ مسلمان ہو اور اعدائے اسلام کے ہاتھوں میں قیدی ہوتو اسے زکاۃ دی جائے گی تا کہ وہ آزاد ہوسکے

۳] یہ کہ وہ غلام ہوتو اسے اس نیت سے خرید لیا جائے کہ اس کی گردن آزاد کرائی جائے

قرض دار

اس سے مراد وہ قرض دار ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معصیت کے علاوہ دیگر امور میں قرض دار ہو چکا ہو اور اس سے اس کے قرض کی ادائیگی نہیں ہو پا رہی ہو تو اسے اتنی زکاۃ دی جائے جس سے وہ اپنا قرض چکا سکے.

اور قرض دار دو طرح کے ہیں:

۱] صلح صفائی کے لئے کوئی قرض دار ہوا ہو، وہ اس طرح کہ دو جماعتیں آپس میں دست بگریباں تھیں تو اس نے ان دونوں کے بیچ صلح کرادی، اور یہ صلح و اصلاح مال خرچ کئے بغیر نہیں ہو سکتی تھی تو وہ کہے کہ صلح کی شرط کے ساتھ میں تم دونوں میں سے ہر ایک کو اتنا مال دینے کی ذمہ داری اٹھاتا ہوں اور وہ اس پر ہاں کہہ دیں تو ایسے شخص کو اتنی زکاۃ دی جائیگی جس سے وہ عداوت کا ازالہ کر سکے اگر چہ یہ شخص فی نفسہٖ مالدار ہی کیوں نہ ہو.

۲] وہ خود فقیر ہو یعنی اسے فقر و فاقہ کی بنا پر قرض لیا ہو تو یہاں اس کی فقیری اس قرض کی ادائیگی سے مانع ہے اگر چہ اس کے پاس اتنا مال ہے جس سے اس کا اور اس کے اہل خانہ کا کام چل رہا ہے.

زکاۃ کی نیت سے فقیر قرض دار کو بری کرنا

اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ کسی شخص نے کسی فقیر شخص کو قرض دیا اور اس نے جتنا قرض دیا ہے اتنی ہی زکاۃ اس کے اوپر واجب ہوگئی اب اگر وہ زکاۃ کی نیت سے وہ قرض قرض دار کو چھوڑ دے تو کیا اس کی زکاۃ شمار ہوگی؟

صحیح بات یہ ہے کہ یہ جائزنہیں ہے اور یہ نا کافی ہے، کیونکہ زکاۃ میں لین دین ہوا کرتا ہے اور زکاۃ کا درجہ یہ ہے کہ پاکیزہ مال میں سے خبیث مال کو نکال دیا جائے.

فی سبیل اللہ [اللہ کے راستہ] میں

اس سے غازی اوران کے ساز وسامان اور ہر وہ چیز مراد ہے جن سے ان کو اللہ کے راستہ میں یعنی جہاد میں مدد مل سکے توان کو زکاۃ دی جائے گی.

اور کچھ اہل علم نے رفاہ عامہ کی خاطر کئے جانے والے اعمال کو فی سبیل اللہ کے مصرف میں شمار کیا ہے، جب کہ یہ بات محلِ نظر ہے، کیونکہ اگر یہ چیز درست ہوتی تو قرآن کریم نے اس کی وضاحت کی ہوتی اور نبی کریم کی سنت نے اسے بیان کیا ہوتا، لہٰذا صحیح بات یہ ہے کہ یہ چیز اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والوں کے ساتھ اور ہر اس چیز کے ساتھ خاص ہے جس سے جہاد فی سبیل اللہ میں مدد مل سکتی ہو اور اس کے علاوہ امور میں اس کا دینا جائز نہیں ہے [الممتع ۶/ ۲۴۱، ۲۴۲ کتاب الزکاۃ للمؤلف ص ۱۱۵]

مسافر

ابن سبیل سے مراد وہ مسافر ہے جس کا زادراہ ختم ہو چکا ہو اور اس کے پاس اتنا کچھ نہ ہو جس سے وہ اپنی منزل کو پہونچ سکے اگر چہ یہ اپنی جگہ مالدار ہی کیوں نہ ہو، تو اسے اتنی زکاۃ دی جائے گی جس سے اس کی ضرورت کی تکمیل ہو سکے، کیونکہ اس کا زادِراہ ختم ہو چکا ہے اور اسے اس کے سفر میں اس کی ضرورت ہے، مگر شرط یہ ہے کہ یہ سفر مباح ہو، کیونکہ سفرِ معصیت میں برائی کو ہوا ملتی ہے.

کن کو زکاۃ دینی جائز نہیں؟

۱] مالدار

۲] کفار کیونکہ ان کو زکاۃ دینے کا مطلب ان کے کفر اور اسی پر ان کو ثابت قدم رکھنے کی اعانت پائی جاتی ہے

۳] جس کے نفقہ کی ذمہ داری اس کے اوپر ہے جیسے بیوی اور ماں باپ اور دادا اور دادی وغیر،ہ ایسے ہی بیٹے پوتے اور پڑپوتے وغیرہ..

۴] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے والے اور اس سے مراد بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب ہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد صرف بنو ہاشم ہیں.

صدقہ فطر

صدقہ فطر کا حکم

صدقہ فطر مسلمانوں کے اوپر فرض عین ہے، کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں ایک صاع کھجو، ریا ایک صاع جو، غلام وآزاد اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان کے اوپر صدقہ فطر کے طور پر فرض قرار دیا [بخاری ۲/ ۱۳۸، مسلم ۳/ ۶۸]

صدقہ فطر کی مشروعیت کی حکمت

۱] اس میں فقیروں کے اوپر احسان ہے اور عید کے دنوں میں ان کو مانگنے سے محفوظ رکھنا ہے، تاکہ یہ بھی مالداروں کے ساتھ ان کے فرحت وانبساط میں شریک ہوسکیں

۲] اس سے روزہ دار کی ان لغزشوں سے پاکی ہے جو اسے اس کے روزہ کی

حالت میں واقع ہوگی.

صدقہ فطر کے نکالنے کا وقت

عید کی رات آنے پر صدقہ فطر کا نکالنا واجب ہے اور اس کے نکالنے کے دو اوقات ہیں: وقت جواز اور وقت واجب.

وقت جواز کے اعتبار سے عید کے ایک یا دو دن قبل نکالا جا سکتا ہے، اور جہاں تک اس کے وقت فضیلت کی بات ہے، تو یہ ہے کہ اسے عید کے دن فجر کی نماز کے بعد سے لے کر نماز عید کے پہلے پہلے تک نکالا جا سکتا ہے.

صدقہ فطر کے مصارف

صدقہ فطر فقیروں اور مسکینوں کو دیا جائے گا، مگر کیا یہ صرف اسی شہر کے ساتھ خاص ہے جہاں یہ صدقہ فطر نکالا جا رہا ہے؟ صحیح بات یہ ہے کہ اسے مسلمانوں کی عام مصلحتوں کی تکمیل کے پیشِ نظر منتقل کیا جا سکتا ہے.

کیا صدقہ فطر میں قیمت نکالی جا سکتی ہے؟

صحیح یہ ہے کہ صدقہ فطر میں قیمت کا نکالنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ ایک

عبادت ہے جو معین جنس سے ہی فرض کی گئی ہے، لہٰذا اسے اس کی جنس کے علاوہ سے نکالنا جائز نہیں ہے.

[مجالس شہر رمضان للشیخ محمد بن عثیمین ص ۲۲۸]

روزہ

اللہ تعالیٰ نے (صیام) روزہ کو مشروع قرار دیا ہے اور اسے اسلام کا چوتھا رکن قرار دیا ہے، اور قرآن وسنت کے بہت سارے نصوص وارد ہیں جن سے اس کے احکام کی وضاحت اور اس کی فضیلتوں کا بیان خوب بہتر انداز میں ہے اور مندرجہ ذیل صفحات میں ہم اس گوشہ کو بیان کریں گے جس کا تعلق روزوں سے ہے.

صیام کی لغوی تعریف

لغت میں صوم کہا جاتا ہے کسی چیز کے کرنے سے باز آجانے اور رکنے کو، اور مریم کے قصے میں اللہ تعالیٰ کے قول کا تعلق اسی سے ہے: ﴿إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا﴾

[مريم :٢٦]

ترجمہ: میں نے رحمٰن کے نام کا روزہ مان رکھا ہے میں آج کسی شخص سے بات نہ کروں گی.

اہل لغت کہتے ہیں: (صام صوما وصیاما) کا مطلب ہے کہ فلاں شخص کھانے پینے اور نکاح [جماع] سے باز رہا اور اسی سے گھوڑے کے تعلق سے کہا جاتا ہے، صائم یہاں اس کا مطلب ہوتا ہے کہ گھوڑا چارہ سے باز رہا.

[القاموس المحیط ، لسان العرب مادۃ صوم]

صیام کی اصطلاحی تعریف

اللہ تعالیٰ کی عبادت کی خاطر مخصوص شخص کا مخصوص زمانہ میں مخصوص شرطوں کے ساتھ مخصوص چیزوں سے باز رہنا.

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوْا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلْ ﴾[البقرة:۱۸۷]

ترجمہ: تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے پھر رات تک روزے کو پورا کرو.

لہٰذا روزہ اسی صورت میں صحیح مانا جاسکتا ہے جب اس کے لئے طلوع فجر سے

غروب آفتاب تک مخصوص شرطوں کے ساتھ رکے رہنے کی نیت کی جائے.

اسلام میں روزہ کا مقام ومرتبہ:

۱] روزہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے، اور یہ ایک افضل ترین عبادت ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے لئے خاص فرمایا ہے، حدیث قدسی میں فرمایا: ابن آدم کے ہر عمل کا بدلہ اس کے لئے ہے سوائے روزہ کے، یہ میرے لئے ہے اور اس کا بدلہ تو میں ہی دوں گا [البخاری ۲۲/۳، مسلم ۳/ ۱۵۷]

۲] روزہ بندہ اور اس کے خالق کے درمیان ایک راز ہے جس میں مومن کے دل میں اللہ کی سچی نگرانی کا عنصر ہوتا ہے، کیونکہ کسی بھی صورت میں اس میں ریا کاری کے در آنے کا امکان نہیں رہتا، اس روزہ سے مومن کے دل میں اللہ کی نگرانی وخشیت کی افزائش ہوتی ہے، اور یہ اتنا اہم مقصد اور پائے درجہ کا ہدف ہے جسے حاصل کرنے سے بہت سارے لوگوں کی خواہشات چوک جاتی ہیں [کتاب الصیام للمؤلف ص۱۴]

۳] یہ روزہ امت کو انتظام و اتحاد اور عدل و مساوات اور آپسی محبت کی عادت ڈالتا ہے،مومنوں کے اندر رحم و انسانی اخلاق پیدا کرتا ہے، ایسے ہی سماج کو شر و فساد سے محفوظ رکھتا ہے

۴] روزہ سے مسلمان کو اپنے بھائی کی مصیبتوں کا احساس ہوتا ہے جس سے اس کے اندر فقیروں و مسکینوں کے اوپر خرچ کرنے کا جذبہ موجزن ہوتا ہے اور اس طرح مسلمانوں کے بیچ محبت و بھائی چارگی کی تکمیل ہوتی ہے

۵] روزہ سے نفس پر کنٹرول کرنے اور ذمہ داری اٹھانے اور مشقتوں کو جھیلنے کی مشق ہوتی ہے

روزہ کے فضائل درج ذیل ہیں:

ا] گناہ میں واقع ہونے سے انسان محفوظ رہتا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ بہت سا خیر اکٹھا کر لیتا ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: روزہ ڈھال ہے تو جب تم میں سے کوئی شخص روزہ سے ہو تو وہ جہالت و نادانی کے امور نہ کرے، اور اگر کوئی دوسرا شخص اس سے جھگڑے، یا

اسے برا بھلا کہے تو روزہ دار شخص کہہ دے کہ میں تو روزہ سے ہوں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے کہیں زیادہ پاکیزہ ہے، روزہ دار میری وجہ سے اپنا کھنا پینا ترک کرتا ہے، روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، اور ایک نیکی کا بدلہ دس گنا ہے [البخاری ۳/۲۲، مسلم ۳/۱۵۷]

۲] روزہ سے خطائیں اور گناہ مٹائے جاتے ہیں، حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: نماز، روزہ اور صدقہ انسان کے اہل وعیال، مال اور اس کے پڑوسی کی مصیبتوں کو ختم کردیتی ہیں. [البخاری ۳/۲۲، مسلم ۳/۱۷۳]

۳] اللہ تعالیٰ نے روزہ داروں کے داخلہ کے لئے جنت میں ایک دروازہ خاص کیا ہے، سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول نے فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے قیامت کے دن اس سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے، دوسرا کوئی داخل نہیں ہوسکتا، ندا

لگائی جائے گی کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ تو یہ اٹھ کھڑے ہوں گے ان کے علاوہ دوسرا کوئی اور داخل نہ ہوگا جب یہ داخل ہو چکے ہوں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر اس سے کوئی اور داخل نہیں ہوسکتا [البخاری ۳/۲۳، مسلم ۳/۱۵۷]

روزہ کی فرضیت کے دلائل

رمضان کے روزے اسلام کا رکن ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے اہم فرائض میں سے ہیں، اور یہ چیز بدیہی طور پر معروف ہے، مسلمانوں کے یہاں اس پر اجماع ہے اور کتاب وسنت اور اجماع اس کی فرضیت پر دلالت کرتے ہیں.

قرآن سے روزہ کی فرضیت کی دلیل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ أَيَّاماً مَّعْدُوْدَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ اَيَّامٍ أُخَرْ وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ

تَطَوَّعَ خَيْراً فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَ أَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَكُم إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْن. شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ هُدىً لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدىٰ وَالْفُرْقَانْ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرْ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَ لِتُكْمِلُوْا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوْا اللّٰهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنْ ﴾[البقرة ۱۸۳تا۱۸۵]

اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو، گنتی کے چند ہی دن ہیں لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کرلے اور اس کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں پھر جو شخص نیکی میں سبقت کرے وہ اسی کے لئے بہتر ہے لیکن تمہارے حق میں بہتر کام روزے رکھنا ہی ہے اگر تم باعلم ہو. ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا

گیا جولوگوں کو ہدایت کرنے واا ہےاور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہئے ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو.

حدیث سے اس کی فرضیت کی دلیل

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے: شہادتین کی گواہی، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، روزہ رکھنا، استطاعت رکھنے والے کا خانہ کعبہ کا حج کرنا[البخاری ١/ ٨، مسلم ١/٣٤]

اجماع سے اس کی فرضیت کی دلیل

امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ روزہ ارکان اسلام کا ایک رکن ہے اور اس

کی جانکاری یقینی طور پر ہر کسی کو ہے، بلکہ ان کا تو اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے اس کے وجوب کا انکار کیا اس نے کفر کیا [انظر بدائع الصنائع ۲/ ۷۵ المجموع ٦/ ۲۴۸ المغنی ۴/ ۳۲۴]

روزہ کن پر واجب ہے؟

رمضان کے روزے ہر عاقل و بالغ ،مقیم اور قدرت رکھنے والے ہر اس مسلمان پر واجب ہے جس کے پاس روزہ نہ رکھنے کا کوئی عذر نہ ہو.

ہمارے قول [ہر مسلمان پر] سے کافر خارج ہوگیا، اس پر روزہ واجب نہیں اور نہ ہی اس کا روزہ رکھنا صحیح مانا جائیگا کیونکہ یہ عبادت کرنے کا اہل نہیں جب یہ اسلام لے آئے تو اسے اس کے اسلام لانے کے وقت روزے رکھنے ہوں گے اور گزشتہ روزوں کی قضا اسے نہیں کرنی ہوگی.

اور ہمارے قول [عاقل] سے غیر عاقل خارج ہوگیا جس سے مراد ہوش کھودینے والا ہے مثلاً مجنون اور پاگل ودیوانہ اور کھوسٹ شخص.

اور ہمارے قول [بالغ] سے وہ چھوٹا بچہ خارج ہوگیا جو ابھی بالغ نہ ہوا کیونکہ

اس کے بالغ ہونے تک اس سے قلم اٹھالیا گیا ہے.

اور بلوغت مندرجہ ذیل تین امور میں کسی ایک کے پائے جانے سے حاصل ہوتی ہے

١] احتلام یا کسی اور وجہ سے منی کا خارج ہونا

٢] زیر ناف کے بالوں کا اگنا

٣] پندرہ برس کی عمر کو پہونچ جانا

[الممتع فی شرح زاد المستقنع للشیخ محمد الصالح العثیمین ٦/٣٣٢]

اور ہمارے قول [قدرت رکھنے والے] سے بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ پانے والا شخص خارج ہو گیا اس پر روزہ واجب نہیں ہے بلکہ یہ رمضان کے بعد اس کی قضا کرے اور عمر دراز شخص ہر روز کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلائے.

اور ہمارے قول [اس کے پاس کوئی عذر نہ ہو] سے حائضہ اور نفاس والی عورت خارج ہو گئی [انظر بدایۃ المجتہد ١/٢٧٤ بدائع الصنائع ٢/١٧٣]

رمضان کے چاند کے متعلق کچھ مسائل

ماہ رمضان کا دخول کیسے ثابت ہوگا؟

ماہ رمضان کا دخول دو چیزوں میں سے کسی ایک کے ذریعہ ثابت ہوگا

اس کے چاند کا نظر آجانا

شعبان کے تیس دنوں کا مکمل ہوجانا

رمضان کا چاند دیکھنے کا اعتبار کیسے کیا جائیگا؟

رمضان کا چاند نظر آنے کا اعتبار ایک عادل شخص کی گواہی سے اور رمضان کے ختم ہونے کا اعتبار دو عادل اشخاص کی گواہی سے ہوگا اور چاند دیکھنے کی گواہی کی قبولیت کے لئے شرط یہ ہے کہ دیکھنے والا بالغ اور عاقل ہو، مسلمان ہو اس کی امانت اور اس کی نگاہ کی وجہ سے اس کی خبر کا اعتبار کیا جاتا ہو[کتاب الصیام للمؤلف ص ۴۷]

شک والے دن کا روزہ

شک کے دن سے مراد شعبان کی انتیسویں تاریخ ہے جب اس تاریخ کو بدلی

یا بارش یا کسی اور وجہ سے چاند دکھائی نہ دے.

اور اہل علم کے اقوال میں صحیح بات یہ ہے کہ بدلی اور بارش کی حالت میں روزہ نہ رکھنا واجب ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اگر بدلی چھا جائے تو اس کا اندازہ لگاؤ[البخاری ۳/۲۴، مسلم ۳/۱۲۲]

اور آپ کا فرمان ہے: شعبان کے تیس دن پورے کرو[البخاری ۳/۲۴، مسلم ۳/۱۲۲]

روزہ نہ رکھنے کی اجازت کن کو ہے؟

مسافر: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ اَيَّامٍ أُخَر﴾[البقرة:۱۸۴]

ترجمہ: لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کر لے

مسافر کے روزہ توڑنے کے جواز میں یہ آیت ایک واضح دلیل ہے اور جن ایام میں اس نے روزے نہیں رکھے اسے ان کی قضا کرنی ہے

٢] جوروزہ رکھنے سے مکمل طور پر عاجز ہواور اس کی کمزوری کے زائل ہونے کا امکان بالکل ہی ختم ہو چکا ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَاتَّقُوْا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴾[التغابن:١٦]

اوراللہ تعالیٰ کا فرمان ہے﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ﴾[البقرۃ:٢٨٦]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی جان کواس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا.

مگر جب کبھی بھی وہ روزہ توڑے اسے ہرروز کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہوگا[تفسیرابن کثیر١/ ٢١٥، فتح القدیر١/١٨٠]

٣]ایسا مریض جس کے مرض کی زائل ہونے کی امید ہو،شریعت نے ایسے شخص کو روزہ توڑنے کی اجازت دی ہے اور اس کے اوپر قضا کرنے کو واجب قراردیاہے.

اوراس کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں:

<u>پہلی صورت</u>: روزہ رکھنے سے ایسے شخص کوکوئی تکلیف نہ ہوتی ہواورنہ ہی اس

سے اس کو کوئی نقصان پہونچتا ہو تو اس کے اوپر روزہ رکھنا واجب ہے.

دوسری صورت: روزہ اس کے لئے دشوار ہو رہا ہو مگر اس سے اس کو ضرر نہ لاحق ہوتا ہو تو افطار کرے گا اور روزہ رکھنا اس کے لئے موزوں نہیں، کیونکہ روزہ رکھنے کی صورت میں یہ شخص اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی رخصت سے اعراض کر رہا ہے اور اپنے آپ کو تکلیف میں مبتلا کر رہا ہے.

تیسری صورت: روزہ سے اس کو ضرر پہونچتا ہو تو اس پر روزہ توڑنا واجب ہے اور روزہ رکھنا اس کے لئے جائز نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے؛

﴿وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾[النساء:٢٩]

ترجمہ: اور اپنے آپ کو نہ قتل کرلو، بے شک اللہ تم پر بڑا ہی مہربان ہے.

٤] **حائضہ اور نفاس والی عورت:** حائضہ اور نفاس والی عورت کے اوپر روزہ رکھنا حرام ہے اگر یہ روزہ رکھتی ہیں تو ان کا روزہ درست نہ مانا جائیگا اور جن ایام میں اس نے روزے نہیں رکھے ہیں اسے ان کی قضا کرنی ہوگی.

[مجموع فتاوی شیخ الاسلام ۲۵/۲۲۰]

جہاں تک اس کے روزہ نہ رکھنے کی دلیل ہے تو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ عورت کے دین کی کمی نہیں ہے کہ جب وہ حیض سے ہوتی ہے تو وہ نماز روزے نہیں رکھتی [رواہ البخاری:۳/۳٦]

اور جہاں تک اس کے اوپر قضا کے واجب ہونے کی دلیل ہے تو اللہ تعالیٰ کا قول ہے﴿ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرْ﴾[البقرۃ:۱۸۵]

ترجمہ: تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کرلے

اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جس میں ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حیض سے ہوا کرتی تھیں تو ہم کو روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا

[صحیح البخاری مع فتح الباری ۱/۴۲۰]

۵] حاملہ اور مرضعہ

ان کی تین شکلیں ہیں:

پہلی شکل: اگر ان دونوں کو اپنے اوپر اور اپنے بچوں کے اوپر اندیشہ ہو تو یہ روزہ نہ رکھیں اور قضا کریں، اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ نے مسافر کے اوپر سے آدھی نماز و روزہ معاف کر دیا ہے اور حمل والی اور دودھ پلانے والی عورت کیسے روزہ معاف کر دیا ہے [ابوداؤد ۱/ ۷۹۶ النسائی ۴/ ۱۹۰ الترمذی ۲/ ۱۰۹]

دوسری شکل: اگر ان دونوں کو صرف اپنے بچوں کے لئے ضرر کا اندیشہ ہو تو اہل علم کے صحیح قول کی روشنی میں قضا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو کفارہ بھی دینا ہوگا.

تیسری شکل: ان دونوں کو صرف اپنے لئے ضرر کا اندیشہ ہو تو یہ صرف قضا کریں گی اور اس کے علاوہ انہیں کچھ اور نہیں کرنا ہوگا.
[الممتع شرح زاد المستقنع ۶/ ۳۶۰، ۳۶۱]

روزہ کو فاسد کرنے والے امور

روزہ ان مندجہ ذیل سات چیزوں کی وجہ سے فاسد ہوجاتا ہے:

۱] جماع

۲] منی کا نکلنا

۳] جان بوجھ کر کھانا پینا

۴] جو چیز کھانے پینے کے ہم مفہوم ہو مثلاً خون چڑھوانا اور غذا بخش انجکشن جس سے کھانے پینے کی ضرورت ہی نہ پڑے

۵] جان بوجھ کر قے کرنا اور اگر قے غیر اختیاری طور پر ہوئی ہو تو اس سے روزہ کے اوپر کوئی فرق نہیں پڑتا

۶] حجامت [پچھنا یا سینگی لگوانا] یہ کام جان بوجھ کر جسم سے خون نکلوانے کے لئے کیا جائے

۷] حیض ونفاس کا خون نکلنا

[انظر کتاب الصیام للمؤلف ص ۹۹ تا ۱۰۸]

روزہ کے آداب

روزہ کے آداب کچھ واجب ہیں اور کچھ مستحب ہیں. [انظر کتاب الصیام للمؤلف ص ١٣٠]

واجب آداب:

١] روزہ دار جھوٹ نہ بولے، ویسے یہ ہر وقت حرام ہے اور روزہ کی حالت میں اس کی حرمت بڑھ جاتی ہے

٢] روزہ دار غیبت نہ کرے

٣] چغلخوری سے احتراز کرے یعنی دولوگوں کے بیچ بگاڑ کی نیت سے باتوں کو نقل نہ کرے، یہ گناہ کبیرہ ہے

٤] خرید وفروخت و کرایہ اور صنعت کاری تمام معاملات میں دھوکہ سے اجتناب کرے

٥] روزہ دار جھوٹی گواہی سے پرہیز کرے کیونکہ یہ روزہ کے منافی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ

چھوڑے تو اللہ کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا ترک کردے
[البخاری ۳/۲۴]

مستحب آداب

۱]سحری کھانا: روزہ دار کا سحری کھانا مسنون ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے [صحیح البخاری۲/۶۷،مسلم ۳/۱۳۰]

۲]سحری کھانے میں تاخیر کرنا یعنی دیر سے سحری کھانا: کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کی خاطر نکلے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے زید سے سوال کیا کہ سحری کھانے اور اذان کے بیچ کتنا فاصلہ تھا؟ جواب دیا کہ پچاس آیتوں کے بقدر[صحیح البخاری۳/۲۶،مسلم۳/۱۳۱]

۳]افطار کرنے میں جلدی کرنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: لوگ

اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک کہ وہ افطاری وقت پر کرتے رہیں گے[البخاری۴/۳۳۳،مسلم ۳/۱۳۱]

۴]فضول باتوں سے زبان کومحفوظ رکھنا

۵]اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے نگاہ کو جھکائے رکھنا ،کیونکہ سبھی اعضاء کی مانند آنکھ کا بھی روزہ ہےاوراس کا روزہ حرام چیزوں سے نگاہ کو پست رکھنا ہےاور کچھ امور میں یہ عمل واجب اور کچھ امور میں مستحب ہے

٦] کثرت سے تلاوتِ قرآن،ذکرودعااورنمازوصدقہ کرنا
[المحلی ٦/١٥٤١المجموع٦/٣٥٩نیل الاوطار۴/١٠٧]

نمازتراویح

نمازتراویح مردوں اورعورتوں سبھی کے حق میں سنت ہے،اس کی ادائیگی نمازعشاء کے بعد کی جاتی ہے،اوراس کا وقت رات کے آخری پہرتک رہتا ہے، یہ نمازتنہا اور جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے جب کہ اسے جماعت کے ساتھ ادا کرنا بہتر ہے.

اس کی فضیلت کی دلیل آپ کا فرمان ہے: جس نے ایمان اوراجر کی امید رکھتے ہوئے رمضان کی راتوں میں قیام کرے اس کے پچھلے سبھی گناہ بخش دیئے جاتے ہیں[البخاری ۳/ ۳۹، مسلم ۳/ ۱۷۷]

جہاں تک تراویح کے رکعات کی بات ہے تو اس بارے میں صحیح ترین قول یہ ہے کہ یہ گیارہ یا تیرہ رکعت ہیں، ان میں طویل قیام اور طویل رکوع اور سجدے کیئے جائیں، اس کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت ہے کہ جب ان سے رمضان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے، آپ چار رکعت ادا کرتے تم ان کی خوبصورتی اور طوالت کے بارے میں مت پوچھو، پھر چار رکعت ادا کرتے ان کی خوبصورتی اور طوالت کے بارے میں مت پوچھو، پھر آپ تین رکعت پڑھتے[البخاری ۳/ ۴۰]

اور تیرہ رکعت کی دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہتے ہیں کہ

رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تیرہ رکعات ہوا کرتی تھی [البخاری۲/۴۶،مسلم ۲/۱۷۸]

نفلی روزے

اوراس سے مراد مستحب روزے ہیں جن کے استحباب کے متعلق نصوص وارد ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱]شوال کے چھ روزے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس کا روزہ زمانہ کے روزہ کی مانند ہے[مسلم۱۱۶۴] (یعنی اگر وہ ہر سال اس طرح روزے رکھتا رہا تو گویا عمر بھر اس نے روزہ رکھا)

۲]حاجیوں کے سوادیگر مسلمانوں کا عرفہ کا روزہ رکھنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: عرفہ کے دن کا روزہ پچھلے اور اگلے ایک برس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے[مسلم۱۱۶۲]

۳]عاشوراء کے دن کے روزہ کے ساتھ ایک اور دن کا روزہ رکھنا: آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: عاشوراء کے دن کا روزہ پچھلے ایک سال کے گناہ کو مٹادیتا ہے[مسلم۱۱۳۴]

۴] **ایام بیض یعنی ہر ماہ کی تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں تاریخ کو روزہ رکھنا:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ہر ماہ سے تین دن کا روزہ رکھنا پوری زندگی روزہ رکھنا ہے[البخاری۴/۱۹۲، مسلم ۱۱۵۹]

۵] **پیراور جمعرات کے دن روزہ رکھنا:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: پیراور جمعرات کے روز اعمال پیش کئے جاتے ہیں لہٰذا مجھے یہ بات پسند آتی ہے کہ جب میرے اعمال پیش کئے جائیں تو میں روزہ سے رہوں[ترمذی ۷۴۷]

٦] **شعبان اور محرم کے مہینے میں کثرت سے روزے رکھنا:** آپ کا فرمان ہے: رمضان کے بعد سب سے بہتر روزہ اللہ کے مہینہ محرم کا ہے [البخاری۴/۱۸٦، مسلم ۸۱۱/۲]اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے علاوہ کسی اور مہینہ میں کثرت کے ساتھ

روزے نہیں رکھا کرتے تھے[البخاری ۳/۱۳،مسلم حدیث نمبر:۱۸۹]

نفلی روزوں کے فوائد:

۱]یہ ان عبادات میں سے ایک ہے جس سے بندہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتا ہے کیونکہ رمضان کے بعد روزہ کی عادت ڈالنا عمل کی قبولیت کی علامت ہے ان شاء اللہ.

۲]رمضان کے بعد کا روزہ بندے کا اللہ کا شکر بجا لانے کی علامت ہے کیونکہ ایمان اور اجر کی نیت سے رمضان کے روزے رکھنے سے پچھلے گناہوں کی بخشش ہوتی ہے،اسی لئے شریعت نے اس نعمت کے عطیہ پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کے طور پر اس کے بعد روزے مشروع کئے ہیں.

۳]نفلی روزے رکھ کر ایک مسلمان اپنے رب سے یہ عہد و پیمان کرتا ہے کہ اطاعت کا موسم جاری وساری ہے اور پوری زندگی عبادت ہے

۴]نفلی روزہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندہ سے محبت کرنے اور اس کی دعا کے قبول کرنے اور اس کے گناہوں کو مٹانے کا سبب بنتا ہے

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمارے اجر وثواب میں اضافہ کرے اور اپنی رحمت سے ہمارے اوپر رحم فرمائے وہ سننے والا قریب اور دعائیں قبول فرمانے والا ہے. آمین.

حج

حج کی تعریف

مناسک حج [طواف وسعی اور وقوف عرفہ وغیرہ] کی ادائیگی کی نیت سے مخصوص وقت میں خانہ کعبہ کو جانا

[حاشیۃ ابن عابدین ۲/۴۵۴ حاشیۃ الدسوقی ۲/۱۲ الروض المربع ۳/۵۰۰]

حج کی مشروعیت کے دلائل

کتاب وسنت کے نصوص اس کی فرضیت پر دلالت کرتے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے.

قرآن سے دلیل

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾[آل عمران:٩٧]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کیا ہے

حدیث سے دلیل

عبد اللہ بن عمر کی حدیث گزر چکی جس میں ہے کہ اسلام کا دار و مدار پانچ چیزوں پر ہے اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ذکر کیا، ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وعظ فرمایا اور کہا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے تو حج کرو، ایک شخص نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہر سال؟ آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ اس نے تین بار یہ بات پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ واجب ہو جاتا اور تم پھر اسے نہ کر پاتے[مسلم٤/١٠٢]

قرآن وحدیث کے دلائل اس کے متعلق بہت ہیں.

اور جہاں تک اجماع کی بات ہے تو بہت سارے اہل علم نے حج کی فرضیت پر اجماع نقل کیا ہے جن میں کاسانی نے بدائع الصنائع میں اور ابن قدامہ نے المغنی میں اجماع کو نقل کیا ہے [بدائع الصنائع ۲/ ۱۱۸] المغنی ۵/ ۶]

حج کے فضائل

حج کے عظیم فضائل ہیں جو کتاب وسنت میں مذکور ہیں، جن میں سے چند کا تذکرہ ذیل کے سطور میں ہم کر رہے ہیں:

۱] حج گزشتہ شرک وکفر اور سبھی گناہوں اور خطاؤں کو مٹا دیتا ہے

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام ڈال دیا تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھایئے تا کہ میں آپ سے بیعت کروں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ پھیلایا، میں نے اپنے ہاتھ کھینچ لیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا کہ اے عمرو! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟

میں نے کہا کہ میں شرط رکھنا چاہتا ہوں، آپ نے کہا کس چیز کی شرط لگانا چاہتے ہو؟ میں نے کہا کہ مجھے بخش دیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام اپنے سے قبل کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، ہجرت اپنے سے قبل کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور حج اپنے سے قبل کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے [مسلم ۱/ ۷۸]

۲] حاجی اپنے حج سے اس دن کی طرح واپس لوٹتا ہے جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اس گھر کا حج کیا اور فسق و فجور نہ کیا تو وہ اس دن کی طرح واپس لوٹتا ہے جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا [البخاری ۲/ ۱۶۴، مسلم ۳/ ۱۰۷]

۳] حج کا تعلق جہاد کی قسموں سے ہے اور یہ ایک بہترین جہاد ہے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے

رسول! آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ جہاد کو سب سے بہترین عمل سمجھتے ہیں تو کیا ہم سب جہاد نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، مگر بہترین جہاد حج مقبول ہے [صحیح البخاری ۲/۱۶۴]

۴] اعلیٰ ترین مقصد یعنی جنت میں داخل ہونا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں [یعنی حج مبرور کا بدلہ تو جنت ہی ہے][صحیح مسلم ۴/ ۱۰۷]

حج کے مقاصد

حج کو اس کے عظیم مقاصد کی خاطر مشروع کیا گیا ہے، اور اگر ہم اس کے مقاصد کو شمار کرنا چاہیں تو ہم نہیں کر سکتے، مگر ذیل میں ہم ان میں سے کچھ تذکرہ کر رہے ہیں:

۱] حج میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری اور اس کی ندا و پکار پر لبیک کہنا ہے اس پکار میں خالص اطاعت اور سچا اسلام جلوہ گر ہوتا ہے

۲] حج کا تعلق وحی کی روح سے ہے، کیونکہ یہ مقدس مقامات ہی مقامِ وحی ہیں، مسلمانوں کا لگاؤ ان پاک مقامات سے جتنا ہوگا اتنا ہی یہ صحابہ کی جماعت سے قریب تر ہوتے جائیں گے جنہوں نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور اس کی شریعت کو پہونچایا

۳] حج کے اندر لوگوں کے بیچ مساوات کا عملی اعلان ہے، لوگ عرفات کے میدان میں ایک ہی موقف میں کھڑے ہوتے ہیں دنیاوی جاہ و منزلت کے اعتبار سے ان میں کوئی تفریق نہیں ہوتی

۴] حج میں تعارف اور تعاون کا عہد ہوتا ہے کہ تعارف کا سلسلہ مضبوط ہوتا ہے، مشورے سرانجام پاتے ہیں، باہمی خیالات کا تبادلہ ہوتا ہے اور اسی میں امت کی ترقی اور اس کے قائدانہ مقام کی رفعت و بلندی ہے.

حج کی پانچ شرطیں ہیں:

۱] اسلام: کافر کا حج درست نہیں کیونکہ شریعت نے شرعی احکام کا مکلّف ان کو بنایا ہے جو شہادتین کا اعتراف کرتے ہیں

۲]عقل: مجنون کا حج صحیح نہیں کیونکہ پابند کئے جانے کے لئے عقل شرط ہے اور مجنون مکلّف نہیں ہے،لہٰذا اس کے اوپر حج واجب نہیں ہے

۳]بلوغت: بالغ ہونے سے قبل بچہ حج کا مکلّف نہیں ہے،اگر بچہ حج کرے تو اس کا حج درست مانا جائیگا مگر یہ اس کا حجِ اسلام نہیں ہوگا

۴]حریت وآزادی: غلامی حج کے وجوب کو ساقط کردیتی ہے اگر غلامی کی حالت میں حج کرے تو نفلی طور پر اس کا حج درست ہوگا مگر اسے حجِ اسلام ضرور کرنا ہوگا، یہی اکثر اہل علم کا خیال ہے،اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا یہ حج حجِ اسلام مانا جائیگا[المغنی ۵/۴۴،سنن الترمذی ۳/ ۲٦٦]

۵]استطاعت:اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلاً﴾[آل عمران:۹۷]

ترجمہ:اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پاسکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کیا ہے

اور استطاعت کی دو قسمیں ہیں:

ایک میں مرد و عورت دونوں شریک ہیں اور دوسری قسم صرف عورتوں کے ساتھ خاص ہے

پہلی قسم: یہ چار امور پر مشتمل ہے:

۱]سواری اور زادِراہ کی استطاعت

۲]جسمانی تندرستی

۳]راستہ کا پرامن ہونا

۴]آمدورفت کا انتظام ہونا

دوسری قسم: یہ عورتوں کے ساتھ خاص ہے

ان سے دو باتوں کا خاص تعلق ہے:

۱] محرم کی رفاقت ہو

۲] عورت عدت کے ایام سے نہ گزر رہی ہو

[انظر شروط الاستطاعۃ فی احکام القرآن لابن العربی ۱/ ۲۸۸ والجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۴/ ۱۸۴ واضواء البیان للشنقیطی ۵/ ۷۴]

حج کے مواقیت

اللہ تعالیٰ نے حج وعمرہ کے لئے جن مواقیت کو متعین کیا ہے، وہ دوطرح کے ہیں:

میقات زمانی: جوصرف حج کے ساتھ خاص ہے عمرہ اس میں داخل نہیں، حج کا وقت ماہ شوال سے شروع ہوکر: والحجہ کی دسویں تاریخ تک رہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی بابت فرمایا:

﴿ اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ وَ لَا جِدَالَ فِيْ الْحَجِّ ﴾[البقرة:۱۹۷]

ترجمہ: حج کے مہینے مقرر ہیں اس لئے جو شخص حج لازم کرلے وہ اپنی بیوی سے ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے.

جہاں تک عمرہ کی بات ہے تو اس کے لئے کوئی میقات زمانی نہیں، اس کے لئے کسی بھی وقت احرام باندھا جاسکتا ہے.

میقات مکانی: اس میں حج وعمرہ دونوں داخل ہیں.

اوراس سے مراد وہ حدود ہیں ایک حاجی یا معتمر بغیر احرام باندھے ان حدود کوتجاوز نہ کرے،اوروہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱] ذوالحلیفہ: جواہل مدینہ کی میقات ہے

۲] جحفہ: اہل شام ومصراوراہل مغرب کی میقات ہے

۳] قرن المنازل: اہل نجد کی میقات ہے اورعصر حاضر میں اسے السیل الکبیر کہا جاتا ہے

۴]یلملم: اہل یمن کی میقات ہے

۵]ذات عرق: اہل عراق اوراہل مشرق کی میقات ہے

مواقیت کے متعلق کچھ اہم مسائل

۱]بیان کردہ ان مواقیت سے مذکورہ شہر کے باشندے اوروہاں سے گزرنے والا ہروہ شخص احرام باندھے جوحج یا عمرہ کرنا چاہتا ہے

۲]جس کا مکان ان مواقیت کے اندر ہی ہوتو وہ اپنے گھر سے ہی حج یا عمرہ کا

احرام باندھے، اور اہل مکہ میں سے جو حج کرنا چاہتا ہو وہ مکہ سے احرام باندھ لے، اور مکی حجاج کو حج کرنے کے لئے باہر نکل کر میقات جانے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ عمرہ کے لئے حدود حرم سے باہر نکل کر احرام باندھیں گے.

۳] جو شخص ہوائی جہاز سے سفر کر رہا ہے وہ اس وقت احرام کی نیت کرے جب جہاز ان مواقیت کے مد مقابل سے گزر رہا ہو، جدہ میں جہاز کے اترنے تک احرام کی نیت کرنے میں تاخیر کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ کچھ حجاج کرام کرتے ہیں، کیونکہ جدہ نہ تو میقات ہے اور نہ ہی احرام باندھنے کی جگہ ہے، جس نے ایسا کیا اس نے واجبات حج میں سے ایک واجب ترک کر دیا اور اسے فدیہ دینا ہوگا.

۴] احرام پہنے بغیر جو میقات سے آگے چلا گیا اسے میقات پر واپس لوٹنا اور وہاں سے احرام باندھنا ضروری ہے، کیونکہ یہ واجب ہے، لہٰذا اس کا چھوڑنا جائز نہیں ہے، اگر میقات واپس نہیں آیا اور کسی اور جگہ سے احرام

باندھ لیا تو اسے فدیہ دینا پڑے گا.

حج کے مناسک

حج کا پہلا رکن احرام ہے اوراس کا مطلب ہے کہ مناسک حج میں سے کسی ایک میں داخل ہونے کی نیت کرنا اور اسے احرام کا نام دیا گیا، کیونکہ مسلمان اپنی نیت کے ذریعہ اپنے اوپر کچھ ایسی چیزوں کو حرام کرلیتا ہے جو اس کے لئے پہلے جائز تھیں مثلاً نکاح، خوشبو، ناخن تراشنا، سر کے بال منڈوانا وغیرہ.

احرام کی قسمیں

احرام حج تین قسم کا ہے:

۱] حج تمتع: یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں صرف عمرہ کی نیت کرے پھر جب عمرہ سے فارغ ہو جائے تو اسی سال حج کا احرام پہن لے، اوراس قسم کے حج کا احرام باندھتے وقت اس طرح کہے ﴿لَبَّيْكَ عُمْرَةً مُتَمَتِّعاً بِهَا إِلَى الْحَجِّ﴾

۲] حج قران: یعنی حج کو عمرہ کے ساتھ ملا دینا، مطلب یہ ہے کہ حاجی ایک

ہی سفر میں ایک ہی احرام سے دونوں کی ادائیگی کی نیت کرے اور اس طرح کہے ﴿ لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَ حَجّاً ﴾

۳]حج افراد: صرف حج ادا کرنے کی نیت سے احرام باندھے اور کہے ﴿لَبَّيْكَ حَجّاً﴾

تنبیہ: حج تمتع اور حج قران کرنے والے کو ہدی (حج کی قربانی) دینی ہوگی اور حج افراد کرنے والے کو نہیں.

واجبات احرام

۱]میقات سے احرام باندھنا کیونکہ یہ رسول کا حکم اور آپ کا عمل ہے

۲]مردوں کے حق میں یہ ہے کہ ان کو سلے ہوئے کپڑے نہیں پہننے ہیں.

یہ واضح رہے کہ ان واجبات احرام میں سے اگر حاجی نے دوسرا واجب ترک کیا ہے تو اسے فدیۃ الاذی دینا پڑے گا، یعنی اسے اختیار ہوگا، چاہے تو تین دن کے روزے رکھ لے، یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، یا ایک بکری ذبح کر کے فقراء حرم میں تقسیم کردے، اور یہ اس خلل کی تلافی کے طور پر ہوگا جو

احرام کے سلسلہ میں اس سے ہوا ہے، اور اگر اس نے واجب اول ترک کیا ہے تو اس پر دم دینا لازم ہوگا.

احرام کی سنتیں

۱]غسل کرنا: جو بھی احرام کا ارادہ کرے اس کے لے غسل کرنا سنت ہے، یہاں تک کہ حائضہ اور نفاس والی عورت بھی

۲]ناخن تراشنا، مونچھ تراشنا، بغل کے بال اور زیر ناف صاف کرنا اور احرام پہننے سے قبل بدن پر خوشبو لگانا

۳]سفید چادر اور سفید تہبند میں احرام پہننا (مردوں کے لئے)

۴]احرام پہننے کے بعد سے لے کر خانہ کعبہ کا طواف شروع کرنے تک تلبیہ پکارے

۵]نماز کے بعد احرام پہننا، افضل یہ ہے کہ نماز فرض ہو

[شرح الایضاح للنووی ص۱۴۵]

ممنوعات احرام

وہ ممنوعات جن کا تعلق مرد اور عورت دونوں سے ہے:

۱] سر کے بال کتروانا یا منڈوانا، ایسے ہی پورے بدن میں کہیں سے بالوں کی صفائی کرنا

۲] ہاتھ یا پاؤں کے ناخن تراشنا

۳] احرام پہن لینے کے بعد کپڑے یا جسم میں خوشبو لگانا

۴] جماع اور اسباب جماع مثلاً عقد نکاح اور شہوت کی نظر سے دیکھنا وغیرہ

۵] دستانوں کا استعمال کرنا

۶] شکار کرنا، اور اس کا مطلب ہے خشکی پر بائے جانے والے جنگلی جانور کا شکار کرنا.

وہ ممنوعات جن کا تعلق صرف مردوں سے ہے:

۱] سلے ہوئے کپڑے پہننا

۲] سر کو کسی چیز سے ڈھانپنا جیسے پگڑی، رومال یا ٹوپی وغیرہ

وہ ممنوعات جن کا تعلق صرف عورتوں سے ہے:

وہ صرف ایک ہے اور وہ ہے نقاب لگانا، اور برقعہ بدجہ اولیٰ اس میں داخل ہے، یعنی وہ کپڑا جس سے عورت اپنے چہرہ کو ڈھکتی ہے احرام پہننے والی عورت اسے نہ پہنے، بلکہ اس کے علاوہ کسی اور چیز [دوپٹہ یا چادر] سے اپنے چہرہ کو ڈھکے. [انظر بدایۃ المجتہد ۴/ ۳۷۵ بدائع الصنائع ۲/ ۱۸۳ المجموع للنووی ۶/ ۲۴۹، المغنی ۵/ ۵۳]

تلبیہ

تلبیہ سے مراد حج یا عمرہ کرنے والا یہ کلمات کہے: ﴿لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْك إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكْ﴾

ترجمہ: [میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، یقیناً ہر قسم کی تعریف اور نعمت تیرے لئے ہے اور بادشاہی بھی، تیرا کوئی شریک نہیں.

احرام کے بعد تلبیہ پکارنا سنت ہے، اور تلبیہ پکارنا اس وقت بند کرے جب وہ حجر اسود کا استلام کرے اور طواف شروع کر دے.

طواف

یعنی کعبہ کو اپنے بائیں جانب رکھ کر عبادت کی نیت سے سات چکر لگانا، حجر اسود سے اس کی شروعات کرے اور اسی پر ختم کرے.

طواف کا حکم

طواف کا حکم اپنی نوعیت کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے:

۱] طواف قدوم: یہ مستحب ہے ہر اس شخص کے لئے جو مسجد حرام میں داخل ہو

۲] طواف عمرہ اور افاضہ: یہ رکن ہے

۳] طواف وداع: یہ واجبات حج میں سے ہے

طواف کی شرطیں

۱] طواف شروع کرتے وقت نیت کرنا

۲] حدث اور خباثت سے پاک وصاف ہونا

۳]ستر پوشی اختیار کرنا

۴]مسجد حرام کے اندر سے طواف کرے

۵]طواف حطیم کے باہر سے کرے

٦]خانہ کعبہ کو اپنی بائیں جانب کرے، اگر اسے اپنے دائیں رکھ کر کرتا ہے تو یہ صحیح نہ ہوگا

۷]حجر اسود سے طواف کرنا شروع کرے، اگر کہیں اور سے طواف شروع کرتا ہے تو صحیح نہ ہوگا، ہاں اگر تھوڑا سا پہلے سے شروع کرے تو اسے حجر اسود ہی سے مانا جائیگا

۸]طواف کے سات چکر مکمل کرے

۹]طواف میں تسلسل کو اپنائے، ہاں یہ کہ کوئی عذر درپیش ہو، مثلاً فرض نماز یا تھکاوٹ وغیرہ.

طواف کی سنتیں

ا]رمل [دلکی چال چلنا] اور یہ مردوں کے حق میں سنت ہے، اور یہ طواف

قدوم میں ہونا چاہئے اور خاص طور پر شروع کے تین چکروں میں.

۲]طواف قدوم میں اضطباع کرنا

۳]حجراسودکو بوسہ دینا یا استلام کرنا

۴]بغیر ضرورت کے طواف کے دوران بات چیت کرنا

۵]دعااور ذکرواذکار کرنا

۶]رکن یمانی کو بوسہ دئے بغیر صرف ہاتھ سے اسے چھونا

۷]طواف کے بعد دورکعت نماز پڑھنا

۸]دورکعت نماز پڑھ کر زمزم کا پانی پینا.

سعی

سعی کا حکم: حج کا ایک رکن ہے،اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوسکتا

سعی کی شرطیں: سعی کی شرطیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱]سعی طواف صحیح کے بعد کی جائے

۲]ترتیب کا خیال رکھا جائے کہ صفا سے شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے

۳] سات چکر مکمل ہو

وقوف عرفہ

اس کا حکم: حج کا ایک رکن ہے جس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ حج عرفہ کا نام ہے[صحیح ابی داؤد/ ۳۶۷]

اس کا کیا حکم ہے جس کا وقوف عرفہ چھوٹ جائے؟

جس حاجی کا وقوف عرفہ چھوٹ جائے تو وہ عمرہ کر کے حلال ہو جائے، یعنی اپنا حج عمرہ میں تبدیل کر لے اور اس کے بعد کے اعمال یعنی مزدلفہ میں رات گزارنا، جمرات کو کنکریاں مارنا وغیرہ اس سے ساقط ہو جائیں گی، طواف و سعی کرے، حلق یا تقصیر کرائے، اور اگلے برس اسے اس حج کی قضا کرنی ہوگی جو اس سے چھوٹ گیا ہے، اگر چہ حج مندوب ہی ہو، اور اسے ایک بکری ذبح کرنی ہوگی اگر بکری ذبح نہ کر پائے تو ایام حج میں تین دن اور گھر واپس آ کر سات دنوں کے روزے رکھے.

وقوف عرفہ کے متعلق کچھ مسائل

ا] جو حاجی آفتاب کے غروب ہونے سے قبل ہی عرفہ سے روانہ ہو گیا تو اسے اپنے واجب کے ترک کرنے کی وجہ سے دم دینا ہوگا

۲] جس نے تاخیر کی اور اس سے عرفہ کا قیام رات میں ہو سکا تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ وہ معذور ہے

۳] حیض و نفاس والی عورت اور حدث میں مبتلا حاجی کا وقوف عرفہ صحیح مانا جائیگا کیونکہ وقوف عرفہ کے لئے طہارت شرط نہیں ہے.

مزدلفہ میں رات گزارنا

اس کا حکم: یہ واجبات حج میں سے ہے، جس نے اسے ترک کر دیا تو اس پر ایک دم لازم ہوگا[بدائع الصنائع ۲/۱۵۳ المقنع ۱/۴٦۹]

جس نے مزدلفہ میں رات نہیں گزاری اس کا کیا حکم ہے؟

اگر اس نے کسی عذر کی بنا پر اسے ترک کیا ہے جیسے وہ شخص جو رات کے آخری حصہ میں ہی وقوف عرفہ کر سکا تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے اور اس کا حج صحیح مانا

جائیگا، اور گر اس نے بغیر کسی عذر کے اسے ترک کیا ہے تو اسے دم دینا ہوگا یہی جمہور اہل علم کا قول ہے. [اضواء البیان للشنقیطی ۵/ ۵۸۸ کشاف القناع ۲/ ۴۹۸ حاشیۃ ابن عابدین ۲/ ۵۱۳ النہایۃ ۱/ ۲۹۲]

جمرات کو کنکریاں مارنا

اس کا حکم: جمہور اہل علم اس کے وجوب کے قائل ہیں جس نے اسے ترک کر دیا یا ان میں سے کچھ کنکریوں کو مارنا ترک کر دیا تو اسے دم دینا ہوگا.

کنکریاں مارنے کا وقت: جہاں تک جمرہ عقبہ کو کنکری مارنے کی بات ہے تو اس کا وقت قربانی والے دن سورج کے طلوع ہونے کے بعد سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک رہتا ہے، اور یہ وقت ان کے لئے ہے جو معذور نہیں ہیں، اور جہاں تک معذوروں کی بات ہے تو ان کے لئے یہ وقت عید کی رات چاند کے غائب ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے.

اور ایام تشریق میں اس کا وقت زوال کے بعد ہے، اس سے قبل کنکریاں مارنا جائز نہیں، اور یہ وقت سورج کے غروب ہونے تک رہتا ہے.

مسئلہ: قربانی والے دن کی رات میں اور ایام تشریق کے شروع کے دو دنوں میں سخت از دام اور بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے طلوع فجر تک کنکریاں مارنا جائز ہے، اور علمائے کرام کا فتویٰ بھی یہی ہے.

جمرات کو کنکریاں مارنے کی شرطیں:

۱] ہر جمرہ کو سات کنکریاں مارنی چاہئیں

۲] سات مرتبہ کنکریاں ماری جائیں اگر ایک ہی بار میں یا دو مرتبہ میں اس نے کنکریاں ماری ہیں تو ان کو ایک ہی شمار کیا جائیگا

۳] کنکریاں پتھر کی ہوں کسی اور چیز سے بنی کنکری مارنا جائز نہیں

۴] حوض میں کنکریوں کے گرنے کا یقین کرلے

۵] جمرات میں ترتیب کا خیال رکھے، جمرہ صغریٰ سے اس کی شروعات کرے، پھر وسطیٰ کو مارے اور آخر میں جمرہ کبریٰ کی رمی کرے.

کنکریاں مارنے میں نیابت کا حکم

۱] چھوٹے بچہ کے ولی کے لئے جائز ہے کہ اس کی جانب سے کنکریاں

مارے، اگر سخت ازدحام کی وجہ سے اس کو نقصان پہونچ جانے کا اندیشہ ہے

٢] عمر درازی یا مرض یا حمل وغیرہ کی وجہ سے عاجز حاجی کے لئے جائز ہے کہ کسی اور کو اپنا نائب متعین کردے شرط یہ ہے کہ وہ نیابت کرنے والا بھی حج کرنے والا ہو [کتاب الحج للمؤلف ص ١١٧]

حلق یا تقصیر

اس کا حکم: واجب ہے، نہ کرنے پر دم دے کر اس کا تدارک کیا جائے،

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ آمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُؤُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ﴾ [الفتح : ٢٧]

ترجمہ: ان شاء اللہ تم یقیناً پورے امن وامان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوگے، سر منڈواتے ہوئے اور سر کے بال کترواتے ہوئے [چین کے ساتھ] نڈر ہوکر.

اس کا وقت: حلق کا وقت قربانی کے ایام ہیں اور ایام تشریق کے آخر تک یہ

عمل مؤخر کیا جا سکتا ہے.

حلق اور تقصیر کے متعلق چند مسائل

ا]اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حلق یا تقصیر جائز ہے اور مناسک کی تکمیل میں کافی ہے

۲]اہل علم کا اتفاق ہے حلق تقصیر سے افضل ہے، مگر حج تمتع کرنے والا تقصیر کرائے تا کہ حج کے آخر میں حلق کروا سکے

۳]راجح بات یہ ہے کہ پورے سر سے حلق یا تقصیر کرائے، کیونکہ عبادت میں احتیاط کا تقاضہ یہی ہے، اور اس لئے بھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پورے سر سے بالوں کو منڈ وایا

ہدی

اس سے مراد وہ جانور [اونٹ، گائے اور بکریاں] ہیں جن کو حج یا عمرہ کرنے والا اللہ کے تقرب کے طور پر پیش کرتا ہے [المجموع ۸/ ۲٦۸]

ہدی کی دو قسمیں ہیں:

۱] شکرانہ کے طور پر کی جانے والی ہدی

۲] ترک واجب کے تدارک کے طور پر کی جانے والی ہدی (دم)

جہاں تک بات شکرانہ والی ہدی کی ہے تو یہ ہدی حج تمتع اور حج قران کرنے والے کے اوپر واجب ہے، اللہ کے اس شکریہ کے طور پر کہ اس نے اس عظیم شعار کی ادائیگی کی اسے توفیق بخشی اور اس کا حکم یہ ہے کہ یہ واجب ہے.

اور جہاں تک بات رہی ہدی جبران (دم یا فدیہ) کی تو یہ حج وعمرہ میں واقع شدہ خلل کے تدارک کے لئے دی جاتی ہے، وہ اس طرح کہ کوئی واجب ترک ہوگیا، یا ممنوعات حج میں سے کسی ممنوع کا ارتکاب کر بیٹھا، حج کی تکمیل نہ کر پائے تو ان تمام کے تدارک کے لئے ہدی واجب ہے.

ہدی شکران اور ہدی جبران میں فرق یہ ہے کہ ہدی شکران میں جائز بلکہ حاجی کے لئے اس میں سے کھانا مستحب ہے، اور ہدی جبران

میں حاجی کے لئے اس میں سے کھانا جائز نہیں ہے، بلکہ اس کا حرم کے فقیروں پر صدقہ کردینا واجب ہے.

ہدی میں کن شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے؟

۱]ہدی قربانی کے جانوروں میں سے ہو

۲]ہدی عیوب سے خالی ہو

۳]اونٹ کی عمر پانچ سال، اور گائے کی عمر دوسال، اور بکری کی عمر ایک سال اور بھیڑ کی عمر چھ مہینے ہو.

منیٰ میں رات گزارنا

منیٰ میں رات گزارنے کا حکم: جمہور اہل علم منیٰ میں رات گزارنے کے وجوب کے قائل ہیں، اس بنیاد پر جس نے منیٰ میں رات گزارنا ترک کردیا تو اسے فدیہ دینا ہوگا، چاہے اس نے سب راتیں ترک کی ہوں، یا اس نے ایک رات ترک کی ہو.

[۱۱الہدایۃ ۱/ ۱۴۹، المغنی ۵/ ۳۲۵، زادالمعاد ۲/ ۲۸۵]

کن اشخاص کو منیٰ میں راتیں نہ گزارنے کی اجازت ہے؟

مریض اور اس کے امور کی دیکھ بھال کرنے والے کو، اور حج کے مصالح سے متعلق سرکاری جہات میں کام کرنے والے ذمہ داروں کو منیٰ میں راتیں گزارنی ضروری نہیں ہیں، معتبر اہل علم کی یہی رائے ہے.

رات گزارنے سے مراد کیا ہے؟

اس کا مطلب ہے کہ حاجی منیٰ میں گیارہویں اور بارہویں ذوالحجہ کی راتوں کا اکثر حصہ گزارے اگر وہ تعجل کر رہا ہے، اور اگر تعجل نہیں کر رہا ہے تو تیرہویں رات کا اکثر حصہ بھی منیٰ میں گزارے. [کتاب الحج للمؤلف ص ۱۵۵]

چند غلطیاں جن میں حجاج مبتلا ہوتے ہیں:

۱] حاجی اپنے حج سے کاروبار، یا ریاکاری، یا شہرت و ناموری کا ارادہ کرے

۲] عورت بغیر محرم کے سفر کرے، اور ایسا معاملہ عموماً ان نوکرانیوں کے ساتھ پیش آتا ہے جو بغیر محرم کے جا کر فریضہ حج ادا کرتی ہیں

۳] کچھ حرام آلات کو ساتھ میں رکھنا، مثلاً تصویر کے ساز و سامان ایسے ہی

گانے باجے کے ساز وسامان ، ہم کچھ حجاج کرام کو دیکھتے ہیں کہ احرام کا لباس پہن لینے کے بعد دوسروں سے اپنی فوٹو کھینچنے کے لئے کہتے ہیں، یہ ایک واضح غلطی ہے.

۴] کچھ حجاج یہ گمان کرتے ہیں کہ جوتے ،گھڑی اور عینک اور دیگر ضرورت کی چیزوں کا استعمال جائز نہیں ہے، یہ غلطی ہے، صحیح بات یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے.

۵] بعض حاجی صاحبان یہ خیال کرتے ہیں کہ احرام کی پابندیاں احرام پہن لیتے ہی شروع ہوجاتی ہیں، جب کہ صحیح بات یہ ہے کہ محض احرام کے کپڑے پہن لینے سے یہ پابندیاں عائد نہیں ہوجاتی ہیں، بلکہ ان پابندیوں کا تعلق احرام کی نیت سے ہے .

٦] اکثر وبیشتر حجاج طواف کے وقت مخصوص دعاؤں کے ورد کا التزام کرتے ہیں، خواہ تنہا یہ دعائیں پڑھے، یا جماعت کی شکل بنا کر ان کو پڑھے، یہ غلطی ہے، طواف کے لئے کوئی مخصوص دعا نہیں ہے.

۷] کچھ حجاج رکن یمانی کو بوسہ دیتے ہیں، یہ غلطی ہے، رکن یمانی کا استلام کیا جائے، اگر استلام نہیں کرسکتا تو اس کی جانب اشارہ بھی نہ کرے.

۸] اژدحام کے اوقات میں کچھ حجاج حطیم یعنی حجر اسماعیل میں داخل ہو جاتے ہیں، ایسا کرکے وہ اپنے طواف میں کمی کرتے ہیں کیونکہ حجر تو کعبہ کا ایک حصہ ہے.

۹] بعض حجاج طواف ختم ہو جانے کے بعد تک اضطباع کئے رہتے ہیں اور اسی حال میں وہ طواف کی دو رکعت نماز بھی ادا کرتے ہیں، یہ غلطی ہے، نماز میں دونوں کندھوں کو ڈھکنا چاہئے.

۱۰] کچھ حجاج کا یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ دو رکعت نماز مقام ابراہیم کے پیچھے ہی ادا کرنی ہے، یہ صحیح نہیں ہے، بلکہ ان رکعتوں کو مسجد کے کسی بھی گوشہ میں پڑھ سکتے ہیں، لہٰذا حجاج کرام کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ دوسروں کو اذیت میں مبتلا کرکے ان دونوں رکعتوں کی ادائیگی کریں.

عمرہ اوراس کے احکام

عمرہ کی تعریف: خانہ کعبہ کا طواف ،صفاومروہ کی سعی اور حلق یا تقصیر کرا کر اللہ کی عبادت کرنا.

[الممتع شرح زاد المستقنع للشيخ ابن عثيمين ٧/ ٨]

عمرہ کا حکم

اہل علم کے اقوال میں صحیح ترین قول یہ ہے کہ عمرہ واجب ہے.

[المغنى ٥/ ١٣ روضة الطالبين ٣/ ١٧]

اس کے وجوب کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ہے کہ جب انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا عورتوں کے اوپر جہاد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں !ان کے اوپر جہاد ہے مگر اس میں قتال نہیں اور وہ حج وعمرہ ہے[احمد ٦/ ٧١، ١٦٥، النسائی ٥/ ٨٦، الارواء ۴/ ١٥١]

جب کوئی مسلمان عمرہ کرنا چاہے تو مندرجہ ذیل امور انجام دے:

۱] غسل کرے اور پاکی وصفائی اختیار کرے، اپنے بغل کے بالوں اور موئے زیرناف کی صفائی کرے، اپنے ناخن تراشے، اپنی من پسند خوشبو لگائے، یہ ساری چیزوں مردوں اور عورتوں سبھی کے حق میں سنت ہیں، یہاں تک حائضہ اور نفاس والی عورتوں کے حق میں بھی.

۲] حائضہ اور نفاس والی عورتوں کو چھوڑ کر سبھی حجاج اس کے بعد نماز ادا کریں

۳] پھر احرام کی نیت کرے اور کہے: ﴿لَبَّيْكَ عُمْرَةً﴾

۴] پھر تلبیہ پڑھنا شروع کردے: ﴿لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْك إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكْ﴾.

ترجمہ: [میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، یقیناً ہر قسم کی تعریف اور نعمت تیرے لئے ہے اور بادشاہی بھی، تیرا کوئی شریک نہیں.

مرد بلند آواز سے کہیں اور عورتیں دھیمی آواز میں کہیں.

۵] اگر حج کرنے والے کو کسی خطرہ کا اندیشہ ہو تو اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ اپنا احرام پہنتے وقت یہ شرط لگائے ﴿فَإِنْ حَبَسَنِيْ حَابِسٌ فَمَحِلِّيْ حَيْثُ حبستني﴾ اگر کوئی رکاوٹ آجائے تو میرے حلال ہونے کی جگہ وہی ہوگی جہاں میں رک جاؤں.

٦] جب مسجد حرام پہونچ جائے تو اپنا دایاں پیر آگے بڑھائے اور یہ دعا پڑھے: ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰه اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ﴾

ترجمہ: میں اللہ کے نام سے آغاز کرتا ہوں اور درود وسلام ہوں رسول اللہ پر اے اللہ! تو مجھے بخش دے، اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے.

٧] طواف شروع کرے، اپنے دائیں ہاتھ سے حجر اسود کا استلام کرے، اور اگر ہو سکے تو اسے بوسہ دے، اور اگر اپنے ہاتھ سے بھی چھو نہ سکے تو اپنے ہاتھ سے اس کی جانب اشارہ کرے اور اسے بوسہ نہ دے، اور اس وقت یہ

الفاظ کہے (اللہ اکبر)

۸] خانہ کعبہ کے طواف کے دوران جو چاہے دعا اور ذکر واذکار کثرت سے کرے

۹] جب رکنِ یمانی پہونچے تو اپنے ہاتھ سے اسے چھوئے، اور اگر نہ چھو سکے تو اس کی جانب اشارہ بھی نہ کرے

۱۰] طواف کے آغاز سے اختتام تک اضطباع کرے، اور اضطباع کی کیفیت یہ ہے کہ اپنی چادر کے درمیانی حصہ کو اپنے داہنے کندھے کے نیچے کرلے اور اس چادر کے دونوں کناروں کو اپنے بائیں کندھے پر ڈال لے، اور یہ اضطباع حج وعمرہ کے طواف قدوم کے ساتھ خاص ہے

۱۱] دورانِ طواف شروع کے تین چکروں میں رمل کرے (دلکی چال چلے) اگر حجاج کو اس سے اذیت نہ ہونچ رہی ہو

۱۲] جب طواف کر چکے تو مقام ابراہیم کے پاس آئے اور اس کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھے

۱۳] سعی کے لۓ صفا کی جانب آئے ،جب صفا کے قریب پہونچے تو پڑھے ﴿إِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ پھر صفا پہاڑی پر چڑھے، کعبہ کا رخ کرے اوراپنے ہاتھوں کو اٹھا کر اللہ کی حمد بیان کرے اور جو چاہے دعا کرے

۱۴] جب دعا کر چکے تو عام چال چلتے ہوئے مروہ کی جانب آئے تو دونوں سبز لائٹوں کے بیچ کسی کو تکلیف دیئے بغیر اپنی طاقت کے اعتبار سے قدرے اچھل کر دوڑے، پھر عام چال اپناتے ہوئے مروہ جائے، اور مروہ پہونچ کر وہی سب کچھ کرے جو اس نے صفا پر کیا تھا

۱۵] جب سات چکر پورے کرلے، تو اپنے سر کے بالوں کو منڈوائے، یا کٹوالے، اور عورت کے لئے یہ ہے کہ ہر چوٹی سے انگلی کے پور کے بقدر بال کاٹ لے.

اس طرح عمرہ مکمل ہوا.

عمرہ کے ارکان

عمرہ کے تین ارکان ہیں:

۱] احرام

۲] خانہ کعبہ کا طواف

۳] صفا اور مروہ کی سعی

عمرہ کے واجبات

۱] میقات سے احرام پہننا

۲] سر کے پورے بالوں کا منڈ وانا یا چھوٹے کروانا.

....

فہرست عناوین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	مقدمہ	۲
۲	ایمان کا بیان	۸
۳	ایمان کے اصول	۱۰
۴	ایمان کے یکجا پانچ اصول	۱۱
۵	اللہ پر ایمان	۱۲
۶	اللہ کے وجود پر ایمان	۱۳
۷	اللہ کے وجود کی دلالت چار چیزوں سے	۱۳
۸	اللہ کے وجود کی عقلی دلیل	۱۳
۹	اللہ کے وجود کی دلیل احساس وشعور سے	۱۵
۱۰	اللہ کے وجود کی دلیل فطرت سے	۱۷

۱۱	اللہ کے وجود کی دلیل شریعت سے	۱۸
۱۲	اللہ پر ایمان لانے میں الوہیت داخل ہے	۱۹
۱۳	اللہ پر ایمان لانے میں اسماء وصفات داخل ہیں	۲۲
۱۴	اللہ پر ایمان لانے کے فوائد	۲۳
۱۵	فرشتوں پر ایمان لانا	۲۴
۱۶	ہم فرشتوں پر ایمان کس طرح لائیں؟	۲۵
۱۷	فرشتوں پر ایمان لانے کے فائدے	۲۶
۱۸	کتابوں پر ایمان	۲۶
۱۹	کتابوں پر ایمان لانے میں...	۲۶
۲۰	کتابوں پر ایمان لانے کے فائدے	۲۸
۲۱	رسولوں پر ایمان	۲۹
۲۲	رسولوں پر ایمان لانے میں چار باتیں داخل ہیں	۳۱
۲۳	رسولوں پر ایمان لانے کے فائدے	۳۲

۲۴	آخرت کے دن پر ایمان	۳۲
۲۵	آخرت پر ایمان لانے میں...	۳۴
۲۶	آخرت پر ایمان لانے میں کچھ اور باتیں	۳۶
۲۷	قبر کی آزمائش	۳۶
۲۸	قبر کا عذاب اور اس کی نعمتیں	۳۶
۲۹	آخرت پر ایمان	۳۷
۳۰	تقدیر پر ایمان	۳۷
۳۱	تقدیر پر ایمان لانے میں...	۴۱
۳۲	عقیدہ کی اہمیت	۴۲
۳۳	عقیدہ کا اہتمام	۴۲
۳۴	اسلامی عقیدہ کے مقاصد	۴۳
۳۵	ولاء اور براء	۴۵
۳۶	مسلمانوں کے عقیدہ میں	۴۵

۳۷	کافروں سے دوستی رکھنے کی چند مثالیں	۴۹
۳۸	شرک کی اقسام	۵۱
۳۹	شرک اکبر کی تعریف	۵۱
۴۰	شرک اکبر کا انجام	۵۲
۴۱	شرک اکبر کی قسمیں	۵۴
۴۲	شرک اصغر کی تعریف	۵۷
۴۳	شرک اصغر کی قسمیں	۵۷
۴۴	شرک اصغر کا انجام	۵۸
۴۵	شرک اصغر کی تقسیم ایک دوسرے پہلو سے	۵۸
۴۶	شرک اکبر اور شرک اصغر کے درمیان فرق کی وضاحت	۶۰
۴۷	قبروں کی زیارت	۶۱
۴۸	قبروں کی زیارت کے اقسام	۶۱
۴۹	شرعی زیارت اور آداب	۶۲

۵۰	بدعی زیارت	۶۲
۵۱	شرکیہ زیارت	۶۳
۵۲	نفاق اور اس کی قسمیں	۶۵
۵۳	نفاق اکبر اور اس کی قسمیں	۶۵
۵۴	نفاق اصغر اور اس کی قسمیں	۶۶
۵۵	جادو اور شعبدہ بازی	۶۸
۵۶	جادو کی حقیقت	۶۸
۵۷	کیا جادو کی تاثیر ہے؟	۶۸
۵۸	انسانی زندگی پر جادو کے اثرات	۶۹
۵۹	جادو اور جادوگروں کا حکم	۷۱
۶۰	اپنے آپ کو جادو سے کیسے محفوظ رکھا جائے؟	۷۳
۶۱	شہادتین [لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ]	۷۷
۶۲	علم توحید	۷۷

۶۳	اسلام کا لغوی مفہوم	۷۸
۶۴	اسلام کا شرعی مفہوم	۷۸
۶۵	اللہ کا حق بندوں پر	۸۰
۶۶	عبادت کی تعریف	۸۱
۶۷	عبادت کی اقسام	۸۱
۶۸	توحید کی قسمیں	۸۳
۶۹	توحید ربوبیت اور اس کے دلائل	۸۴
۷۰	توحید الوہیت اور اس کے دلائل	۸۶
۷۱	عصر حاضر میں توحید الوہیت کے ضائع شدہ اثرات اور مثالیں	۹۰
۷۲	پہلی مثال	۹۰
۷۳	دوسری مثال	۹۱
۷۴	توحید اسماء وصفات	۹۴

۷۵	توحید کے فضائل واثرات	۹۶
۷۶	لا الٰہ الا اللہ کا مفہوم	۹۷
۷۷	محمد رسول اللہ کا مفہوم	۹۸
۷۸	عبادت کا بیان	۹۹
۷۹	عبادت کی شرطیں	۱۰۰
۸۰	عبادت کے صحیح ہونے کی شرطیں	۱۰۰
۸۱	عبادت کے اصول	۱۰۳
۸۲	طہارت	۱۰۵
۸۳	طہارت کا حکم	۱۰۵
۸۴	طہارت کا بیان	۱۰۵
۸۵	قضائے حاجت کے آداب	۱۰۷
۸۶	قضائے حاجت سے نکلنے کے آداب	۱۰۸
۸۷	وضو کا بیان	۱۰۹

۸۸	وضو کا مفہوم	۱۰۹
۸۹	وضو کی دلیل کتاب وسنت سے	۱۰۹
۹۰	وضو کی فضیلت	۱۱۰
۹۱	وضو کے فرائض	۱۱۳
۹۲	وضو کی سنتیں	۱۱۵
۹۳	وضو کے مکروہات	۱۱۶
۹۴	وضو کے طریقے	۱۱۶
۹۵	وضو کو توڑنے والی چیزیں	۱۱۸
۹۶	کچھ مسائل	۱۱۹
۹۷	موزوں پر مسح	۱۲۰
۹۸	موزوں پر مسح کرنے کی مشروعیت	۱۲۰
۹۹	موزوں پر مسح کرنے کی شرطیں	۱۲۱
۱۰۰	مسح کرنے کی مدت	۱۲۲

۱۰۱	موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ	۱۲۲
۱۰۲	مسح کو باطل کرنے والی چیزیں	۱۲۲
۱۰۳	غسل کا بیان	۱۲۳
۱۰۴	غسل کرنے کا طریقہ	۱۲۴
۱۰۵	تیمّم کا بیان	۱۲۶
۱۰۶	تیمّم کب مشروع ہے؟	۱۲۶
۱۰۷	تیمّم کو باطل کرنے والی چیزیں	۱۲۷
۱۰۸	حیض اور نفاس	۱۲۸
۱۰۹	حیض ونفاس والی عورت کے احکام	۱۲۸
۱۱۰	مستحاضہ کے حالات	۱۲۹
۱۱۱	کچھ احکام	۱۳۰
۱۱۲	نماز کا بیان	۱۳۱
۱۱۳	نماز [صلاۃ] کی تعریف	۱۳۱

۱۱۴	تارک نماز کا حکم	۱۳۱
۱۱۵	نماز کے ارکان	۱۳۳
۱۱۶	نماز کی شرطیں	۱۳۴
۱۱۷	نماز کے واجبات	۱۳۵
۱۱۸	نماز کی سنتیں	۱۳۶
۱۱۹	نماز باجماعت	۱۳۷
۱۲۰	نماز باجماعت کے فضائل	۱۳۷
۱۲۱	نماز باجماعت کا حکم	۱۳۸
۱۲۲	نماز باجماعت کا انعقاد کتنوں سے؟	۱۴۰
۱۲۳	نماز باجماعت ترک کرنے...	۱۴۰
۱۲۴	مقتدی کے متعلق کچھ مسائل	۱۴۱
۱۲۵	امام کے متعلق کچھ مسائل	۱۴۲
۱۲۶	مریض کی نماز	۱۴۳

۱۲۷	نماز جمعہ	۱۴۶
۱۲۸	نماز جمعہ کا حکم	۱۴۶
۱۲۹	نماز جمعہ کن کے اوپر واجب ہے؟	۱۴۶
۱۳۰	نماز جمعہ کی مشروعیت کی حکمت	۱۴۷
۱۳۱	نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی شرطیں	۱۴۷
۱۳۲	نماز عیدین	۱۴۸
۱۳۳	نماز عیدین کا حکم	۱۴۸
۱۳۴	نماز عیدین کا وقت	۱۴۸
۱۳۵	نماز عیدین کی ادائیگی کی جگہ	۱۴۹
۱۳۶	نماز عیدین ادا کرنے کا طریقہ	۱۴۹
۱۳۷	نماز کسوف	۱۵۱
۱۳۸	نماز کسوف کا طریقہ	۱۵۱
۱۳۹	نماز استسقاء	۱۵۳

١٤٠	نماز استسقاء کا حکم	١٥٣
١٤١	نماز استسقاء کی ادائیگی کا طریقہ	١٥٤
١٤٢	نفلی نماز	١٥٥
١٤٣	نفلی نمازیں دو طرح کی ہیں	١٥٥
١٤٤	نماز جنازہ	١٥٧
١٤٥	نماز جنازہ کی مشروعیت	١٥٧
١٤٦	نماز جنازہ کا حکم	١٥٨
١٤٧	نماز جنازہ کی شرطیں	١٥٨
١٤٨	نماز جنازہ کے ارکان	١٥٨
١٤٩	نماز جنازہ کا طریقہ	١٥٩
١٥٠	نماز جنازہ کے متعلق کچھ مسائل	١٦٠
١٥١	زکاۃ	١٦١
١٥٢	زکاۃ کی تعریف	١٦١

۱۵۳	زکاۃ کی اہمیت	۱۶۱
۱۵۴	زکاۃ کی مشروعیت کی حکمت	۱۶۱
۱۵۵	زکاۃ کی فرضیت کے دلائل	۱۶۳
۱۵۶	قرآن سے دلائل	۱۶۳
۱۵۷	حدیث سے دلائل	۱۶۴
۱۵۸	زکاۃ اور ٹیکس کے بیچ فرق	۱۶۵
۱۵۹	کیا ٹیکس کی ادائیگی...	۱۶۶
۱۶۰	زکاۃ کی شرطیں	۱۶۷
۱۶۱	زکاۃ ادا کرنے والے کا حکم	۱۶۸
۱۶۲	زکاۃ کن چیزوں میں ہے؟	۱۷۰
۱۶۳	چاندی	۱۷۰
۱۶۴	رائج شدہ کرنسی کے ذریعہ زکوۃ	۱۷۱
۱۶۵	رائج کرنسی کا حساب	۱۷۲

۱۶۶	چوپایوں میں زکاۃ	۱۷۲
۱۶۷	سامان تجارت	۱۷۳
۱۶۸	کھیتیوں اور پھلوں میں	۱۷۵
۱۶۹	زکاۃ کے متعلق عام مسائل	۱۷۷
۱۷۰	زکاۃ کے مصارف	۱۸۴
۱۷۱	زکاۃ کن کو دینی ہے؟	۱۹۲
۱۷۲	صدقہ فطر	۱۹۳
۱۷۳	روزہ	۱۹۶
۱۷۴	روزہ کی تعریف	۱۹۶
۱۷۵	اسلام میں روزہ...	۱۹۸
۱۷۶	روزہ کے فضائل	۱۹۹
۱۷۷	روزہ کے وجوب کی دلیل	۲۰۱
۱۷۸	قرآن سے دلیل	۲۰۲

۱۷۹	حدیث اور اجماع سے دلیل	۲۰۳
۱۸۰	روزہ کن کے اوپر واجب ہے؟	۲۰۳
۱۸۱	رمضان کے چاند...	۲۰٦
۱۸۲	رمضان کا چاند دیکھنے...	۲۰۷
۱۸۳	شک والے دن کا روزہ	۲۰۷
۱۸۴	روزہ توڑنے والی چیزیں	۲۰۸
۱۸۵	روزہ کو فاسد کرنے والے امور	۲۱۲
۱۸٦	روزہ کے آداب	۲۱۳
۱۸۷	روزہ کے واجبی آداب	۲۱۳
۱۸۸	روزہ کے مستحب آداب	۲۱۴
۱۸۹	نماز تراویح	۲۱۵
۱۹۰	نفلی روزے	۲۱۷
۱۹۱	نفلی روزوں کے فوائد	۲۱۹

۱۹۲	حج کا بیان	۲۲۱
۱۹۳	حج کی تعریف	۲۲۱
۱۹۴	حج کی مشروعیت	۲۲۱
۱۹۵	حج کے فضائل	۲۲۳
۱۹۶	حج کے مقاصد	۲۲۵
۱۹۷	حج کی شرطیں	۲۲۶
۱۹۸	حج کے مواقیت	۲۲۹
۱۹۹	میقات زمانی	۲۲۹
۲۰۰	میقات مکانی	۲۳۰
۲۰۱	مواقیت کے مسائل	۲۳۲
۲۰۲	حج کے مناسک	۲۳۲
۲۰۳	احرام کی سنتیں	۲۳۲
۲۰۴	واجبات احرام	۲۳۳

۲۰۵	احرام میں مسنون امور	۲۳۴
۲۰۶	ممنوعات احرام	۲۳۵
۲۰۷	تلبیہ	۲۳۶
۲۰۸	طواف	۲۳۷
۲۰۹	طواف کی شرطیں	۲۳۸
۲۱۰	طواف کی سنتیں	۲۳۹
۲۱۱	سعی	۲۴۰
۲۱۲	عرفہ کا قیام	۲۴۰
۲۱۳	قیام عرفہ کے متعلق مسائل	۲۴۱
۲۱۴	مزدلفہ میں رات گزارنا	۲۴۲
۲۱۵	جمرات کو کنکریاں مارنا	۲۴۴
۲۱۶	کنکریاں مارنے میں...	۲۴۴
۲۱۷	حلق اور تقصیر کا بیان	۲۴۵

۲۱۸	حلق وتقصیر کے مسائل	۲۴۵
۲۱۹	ہدی کا بیان	۲۴۶
۲۲۰	ہدی میں کن شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے؟	۲۴۷
۲۲۱	منیٰ میں رات گزارنا	۲۴۸
۲۲۲	منیٰ میں کن کو رات نہیں گزارنی ہے	۲۴۸
۲۲۳	کون سی رات گزارنے سے...	۲۴۹
۲۲۴	کچھ غلطیوں کی نشاندہی	۲۴۹
۲۲۵	عمرہ اور اس کے احکام	۲۵۲
۲۲۶	عمرہ کے ارکان	۲۵۷
۲۲۷	عمرہ کے واجبات	۲۵۷